

شوال المکرم 1443ھ | جون 2022ء
ذوالقعدة الحرام

خواتین ماہنامہ

شماره: 08

جلد: 01



ویب
ایڈیشن

وظائف ماہنامہ فیضانِ مدینہ جون 2022ء



ناک یا بدن کی ہڈی بڑھی ہوئی ہو تو

ناک یا بدن میں کوئی بھی ہڈی بڑھی ہوئی ہو تو 92 دن تک روزانہ رات کو سونے سے پہلے بسم اللہ شریف کے ساتھ سورۃ العصر کی آیت نمبر دو 100 بار اور اول و آخر درود پاک پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیجئے۔

(گھریلو علاج، ص 85 صفحہ)



محتاجی سے بچنے کا وظیفہ

جو روزانہ پانچوں نمازوں کے بعد 80 بار ”یا حَکِیْمُ“ پڑھ لیا کرے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ کسی کا محتاج نہ ہو گا۔ (فیضانِ سنت، 1/170)



تبادلے (Transfer) کے لئے وظیفہ

ظہر کی نماز کے بعد 11 یا 21 یا 41 بار ہر بار بسم اللہ شریف کے ساتھ سورۃ اللّٰہ پڑھے۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ حسبِ خواہش تبادلہ ہو جائے گا۔

(چڑیا اور ائمہ حسانپ، ص 28)



قرضہ اتارنے کا وظیفہ

اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَكْفِنِيْ بِفَضْلِكَ عَنْ سَوَاكَ تا حصولِ مراد ہر نماز کے بعد 11، 11 بار اور صبح و شام سو سو بار روزانہ (اول و آخر ایک ایک بار درود شریف کے ساتھ) پڑھے۔

(فیضانِ رمضان، ص 112)

CONTENTS

07

شرک کی اقسام (قسط دوم)

05

مصیبت پر صبر

03

چوری جرم ہے

02

حرم و نعت

14

مدنی مذاکرہ

12

شرح سلام رضا

10

حضرت یعقوب علیہ السلام
کا معجزہ

08

حضور کی والدہ ماجدہ (قسط دوم)

20

ازواج حضرت اسحاق و
یعقوب علیہما السلام

19

بچوں کو اخلاقی اقدار سکھائیں

17

خالہ کا کردار

16

مسلمان بہو

26

ختہ

25

اسلامی بہنوں کے
شرعی مسائل

22

روٹی پکانا (قسط اول)

21

بھائی کی شادی میں
رکاوٹ نہ بنئے

33

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا مقابلہ

32

اعتماد کو ٹھیس پہنچانا

30

بہن

28

سختاوت

40

اسلامی بہنوں کے دینی کاموں
کی اجمالی کارکردگی

39

مدنی خبریں

37

بچوں میں نظر کی کمزوری

36

مرحومہ بنت محمد سلیم عطاری

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دارالافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز بھیجے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور واٹس ایپ نمبر (صرف تحریری طور پر)

بھیجئے: mahnamahkhwateen@dawateislami.net: پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp: 0348-6422931

مناجات

یا خدا میری مغفرت فرما

یا خدا میری مغفرت فرما

باغِ فردوسِ مرحمت فرما

دینِ اسلام پر مجھے یارب

استقامت تو مرحمت فرما

تو گناہوں کو کر معاف اللہ

میری مقبول معذرت فرما

تو شرفِ زیرِ گنبدِ خضرا

مجھ کو مرنے کا مرحمت فرما

سرفراز اور سُرخرو مولیٰ

مجھ کو تو روزِ آخرت فرما

مشکلوں میں مرے خدا میری

ہر قدم پر معاونت فرما

ہو نہ عطا حشر میں رسوا

بے حساب اس کی مغفرت فرما

وسائل بخشش (مرتم) ص 75

از امیر اہل سنت و امت بزرگائیم العالیہ

نعت

ہے ذکر میرے لب پر ہر صبح و شام تیرا

ہے ذکر میرے لب پر ہر صبح و شام تیرا

میں کیا ہوں ساری خلقت لیتی ہے نام تیرا

تو نانبِ خدا ہے محبوبِ کبریا ہے

ہے ملک میں خدا کے جاری نظام تیرا

بنا ہے دو جہاں میں تیرے ہی گھر سے باڑا

لینا ہے سب کا شیوا دینا ہے کام تیرا

کیا خوب ہو جو مجھ سے آکر صبا یہ کہے

پہنچا دیا ہے میں نے شہ کو سلام تیرا

دست عطا میں تیرے رحمت کی کنجیاں ہیں

بنا ہے سب کو صدقہ ہر صبح و شام تیرا

تو پیشوا ہے سب کا سب مقتدی ہیں تیرے

اقصیٰ میں کیسے بنا کوئی امام تیرا

وہ دن خدا دکھائے تجھ کو جمیل رضوی

ہو جائے ان کے در پہ قصہ تمام تیرا

قالہ بخشش ص 23-26

از ذرائع الحبیب محمد جمیل الرحمن رضوی رحمۃ اللہ علیہ

چوری جرم ہے

بیت طارق عطار یہ مدنیہ
ناظرہ جامعہ لیمان ام عطار شیخ کا جیلہ سیالکوٹ

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے: **وَالسَّامِرِيُّ وَالسَّامِرِيُّ**
فَاقْطَعُوا آيِينَ يَمْشِيْنَ مَجْرًا يَمْشِيْنَ كَسْبًا لِّكُلِّ لَوْحٍ اَللّٰهُ (پ 6، المائدہ 38)
ترجمہ: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اللہ کی طرف سے سزا کے طور پر ان
کے عمل کے بدلے میں ان کے ہاتھ کاٹ دو۔
تفسیر: اس آیت میں چور کی سزا بیان کی گئی ہے کہ شرعی اعتبار
سے جب چوری ثابت ہو جائے تو چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے
گا۔⁽¹⁾ **چوری کی تعریف:** عرصہ یعنی چوری کا لغوی معنی ہے:
خفیہ طریقے سے کسی اور کی چیز اٹھالینا۔⁽²⁾ **شرعی تعریف:**
چوری کی شرعی تعریف یہ ہے کہ عاقل، بالغ شخص کا کسی ایسی
محفوظ جگہ سے کہ جس کی حفاظت کا انتظام کیا گیا ہو، وس درہم
یا اتنی مالیت (یا اس سے زیادہ) کی کوئی ایسی چیز جو جلدی خراب
ہونے والی نہ ہو، چھپ کر کسی شبہ و تاویل کے بغیر اٹھالینا۔⁽³⁾
چوری کرنے کا شرعی حکم: چوری گناہ کبیرہ ہے۔ چوری سے
متعلق وعیدیں: چور کے لئے شریعت میں سخت وعیدیں مروی
ہیں، چنانچہ چور کے تین حروف کی نسبت سے چوری سے
متعلق تین وعیدیں ملاحظہ فرمائیے: ① چور چوری کرتے وقت
مومن نہیں رہتا۔ ② اگر اس نے ایسا کیا (یعنی چوری کی) تو بے
شک اس نے اسلام کا پناہ اپنی گردن سے اتار دیا، پھر اگر اس
نے توبہ کی تو اللہ پاک اس کی توبہ قبول فرما لے گا۔ ③ اللہ
پاک چور پر لعنت فرمائے، جو رسی چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ
دیا جاتا ہے۔ ④ وضاحت: حدیث مبارکہ میں رسی چرانے کا
انجام بتایا گیا ہے کہ اس طرح کی معمولی چوریاں کرتے کرتے
بندہ چوری کے نصاب کی مقدار مال چراتا ہے اور بالآخر اس کا
ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے، ورنہ فقط اٹھ ہاری چرانے پر ہاتھ نہیں

کاٹا جاتا کہ ان کی مالیت چوری کے نصاب کو نہیں پہنچتی۔⁽⁷⁾
چور کی سفارش کرنا کیسا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:
(ایک مرتبہ) قریش ایک مخزومی عورت کے بارے میں بہت
فکر مند تھے، جس نے چوری کی تھی (کہ اس کو کس طرح سزا سے
بچایا جائے؟) چنانچہ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس
عورت کے مقدمے میں کون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
سفارش کر سکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ حضرت اسماءہ بن زید رضی
اللہ عنہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبت ہے،
اس لئے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ کہنے
کی جرأت حضرت اسماءہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہو
سکتی۔ چنانچہ حضرت اسماءہ رضی اللہ عنہ نے ان کے کہنے پر
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا: تم اللہ پاک کی حدود میں سے ایک حد کے
بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر حضور نے کھڑے ہو کر خطبہ
دیا اور ارشاد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے ہلاک کیا
کہ ان میں سے کوئی شریف آدمی (یعنی دیباہی عزت و طاقت رکھنے
والا) چوری کرتا تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور اگر ان میں سے کوئی
کمزور، غریب آدمی چوری کرتا تو سزا دیتے تھے۔ خدا کی قسم!
اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی
چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔⁽⁸⁾ معلوم ہوا! مجرم
کی سزا میں اس کا مرتبہ نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کا جرم دیکھا جاتا
ہے، یہی وجہ ہے کہ حضور نے معزز قبیلے سے ہونے کے باوجود
اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا۔
کسی پر چوری کا الزام لگانا کیسا؟ بے سوچے سمجھے کسی کو چور نہ

کہئے کہ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو فرمایا: تو نے چوری کی۔ وہ بولا: ہر گز نہیں! اس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: میں اللہ پاک پر ایمان لایا اور میں نے خود کو جھٹلایا۔⁽⁹⁾ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: کلام کا ظاہر یہ ہے کہ میں نے اللہ کی قسم کھانے والے کی تصدیق کی اور اس کا چوری کرنا جو میرے سامنے ظاہر ہوا، میں نے اس کو جھٹلایا۔ (وضاحت یہ ہے کہ) شاید اس شخص نے وہ چیز لی تھی جس میں اس کا حق تھا یا اس نے غضب کا ارادہ نہ کیا تھا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ظاہری طور پر یوں محسوس ہوا کہ اس نے ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لی (یعنی چرائی) ہے لیکن جب اس نے قسم کھائی تو آپ نے اپنے گمان سے رجوع کر لیا۔⁽¹⁰⁾ معلوم ہوا! جس کا چور ہونا شرعاً ثابت نہ ہو اس کو مجرم قرار دینا گناہ ہے، اسی طرح کسی کو چور مشہور کر دینا یعنی کسی کو بطور مجرم مشہور کر کے ذلیل و خوار کر دینا بھی بہت بڑا گناہ ہے اور اس میں اس مسلمان بلکہ اس کے پورے خاندان کی سخت بے عزتی اور شدید دل آزاری کا سامان ہے۔ لہذا جس کے یہاں چوری ہو وہ خواہ مخواہ ہر ایک پر شبہ کرے نہ تہمت دھرے، جیسا کہ آج کل اکثر ایسا ہو رہا ہے مثلاً گھر میں کوئی چیز چوری ہو جاتی ہے تو کبھی بے قصور بہو تہمت کی زد میں آتی ہے تو کبھی بھابھ کی شامت آتی ہے یا گھر کے نوکر پر بجلی گرائی جاتی ہے، حالانکہ کسی کے متعلق شرعی ثبوت تو درکنار بسا اوقات کوئی واضح قرینہ بھی نہیں ہوتا! لہذا اسبھی کو اس روایت سے عبرت حاصل کرنی چاہئے جیسا کہ فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: جس کا مال چوری ہوا، ہمیشہ تہمت (لگانے) میں لگا رہے گا یہاں تک کہ وہ چور سے (بھی) بڑا مجرم بن جائے گا۔⁽¹¹⁾

چوری کا مال خریدنا کیسا؟ چوری کا مال خریدنا قطعاً جائز نہیں، بلکہ ایک روایت میں ہے کہ جس نے جانے کے باوجود چوری کا مال خرید ادہ اس کے عیب اور گناہ میں شریک ہو گیا۔⁽¹²⁾ چنانچہ

علمائے کرام نے چوری کا مال خریدنے کے متعلق بیان کیا ہے کہ یقین طور پر معلوم ہو کہ یہ مال چوری کا ہے یا واضح قرینہ کی بنیاد پر گمان قائم ہو تاہو کہ یہ چوری کا مال ہے تو ان دونوں صورتوں میں خریداری جائز نہ ہوگی اور اگر نہ معلوم تھا نہ ہی قرینہ تھا، لیکن خریداری کے بعد پتا چل گیا، تب بھی یہ مال مالک کو واپس کر دینا لازم ہے۔⁽¹³⁾ چوری کی ایک صورت بجلی چوری کرنا بھی ہے۔ جیسا کہ امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ سے سوال کیا گیا: بعض لوگ ربیع الاول کے مہینے میں چوری کی بجلی سے گلیاں اور روڈ وغیرہ سجاتے ہیں، ان کا ایسا کرنا کیسا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: چوری کی بجلی سے گلیاں اور روڈ وغیرہ سجانا، چراغاں کرنا، ناجائز و حرام ہے۔ لہذا ہمیں جشن ولادت کی خوشی میں کنڈے کے ذریعے بجلی چوری کر کے چراغاں نہیں کرنا، بلکہ قانونی طور پر بجلی فراہم کرنے والے ادارے کو بل ادا کر کے چراغاں کرنا ہے، اسی طرح کسی اور موقع مثلاً شادی کی تقریبات یا فیسٹری، کارخانہ، دوکان اور گھر وغیرہ کیلئے بھی چوری کرنا ناجائز و حرام ہے۔ جس نے ماضی میں ایسا کیا ہے وہ توبہ بھی کرے اور جتنی بجلی چوری کی ہے حساب لگا کر متعلقہ ادارے کو اتنا بل ادا کرے۔⁽¹⁴⁾ **چوری سے حفاظت کا وظیفہ:** امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ نے مال کی حفاظت کے لئے وظیفہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یا جلیل دس بار پڑھ کر جو اپنے مال و اسباب اور رقم وغیرہ پر دم کر دے ان شاء اللہ چوری سے محفوظ رہے گا۔⁽¹⁵⁾ اللہ کریم ہمیں چوری جیسی مذموم حرکت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہد البیّن الّا یئس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

① تفسیر صراط الایمان، 2/428، 1/362، فتح القدیر، 5/120، مسلم، ص52، حدیث: 202، سنائی، ص783، حدیث: 4882، ⑥ مسلم، ص716، حدیث: 4408، ⑦ فیض القدیر، 5/344، تحت الحدیث: 7260، فتح بخاری، 2/468، حدیث: 3475، ⑧ مسلم، ص990، حدیث: 6137، شرح مسلم للنووی، 8/122، ⑨ شعب الایمان، 5/297، حدیث: 6707، ⑩ شعب الایمان، 4/389، حدیث: 5500، ⑪ ماہنامہ فیضان مدینہ، جولائی 2017، ص30، بتقریر ⑫ ماہنامہ فیضان مدینہ، دسمبر 2017، ص10، ⑬ 40 روحانی علاج مع طبی علاج، ص6

مصیبت پر صبر

سلا شرح حدیث

بیت کریم عطار یہ مدنی
معلمہ جامعۃ المدینہ کراچی
قریب شہدائے عطار واہ کینٹ

بخاری شریف میں ہے: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَوْتَانِكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ: اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي. (1)
یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے قریب رو رہی تھی تو ارشاد فرمایا: اللہ پاک سے ڈر اور صبر کر۔

حدیث کی شرح

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شاید وہ عورت لوحہ کر رہی تھی اور بہت زیادہ رو رہی تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اتقوی یعنی اللہ پاک سے ڈرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ جبکہ علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ پاک سے ڈرنے کا حکم اس لیے فرمایا تاکہ اس کیلئے صبر کرنا آسان ہو جائے۔ گویا آپ نے اس سے فرمایا: اگر تو نے صبر نہ کیا تو اللہ پاک کے غضب سے ڈر! اور آہ و زاری نہ کر! تاکہ تجھے اس پر ثواب ملے۔ (2)
یاد رہے! مصیبت جتنی بڑی ہو اس پر صبر کرنے کا ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔ یقیناً بیٹے کی موت ماں کے لیے بہت بڑا صدمہ ہے اور بڑے صدمے کے وقت صبر کرنا ہی اصل صبر ہے۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو صبر کی تلقین فرمائی۔ صبر کہتے ہیں؟ صبر کے لغوی معنی رکنے، ٹھہرنے یا باز رہنے کے ہیں۔ نفس کو اس چیز سے روکنا یعنی ڈٹ جانا جس سے رکنے (یعنی ڈٹے رہنے) کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو یا نفس کو اس چیز سے باز رکھنا جس سے رکنے کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہے، صبر کہلاتا ہے۔ (3)
صبر کی اقسام: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قرآن کریم میں صبر کی 3 صورتیں مذکور ہیں: 1 اللہ پاک کے فرائض کی ادائیگی پر صبر 2 اللہ پاک کی حرام کردہ چیزوں پر صبر 3 مصیبت میں پہلے صدمہ کے وقت صبر۔

جس نے فرائض کی ادائیگی پر صبر کیا اس کے لیے 300 درجات، جس نے اللہ پاک کی حرام کردہ اشیاء پر صبر کیا (یعنی ان سے بچا) اس کیلئے 600 درجات اور جس نے مصیبت میں پہلے صدمہ کے وقت صبر کا دامن تاحہ سے نہ چھوڑا اس کے لیے 900 درجات ہیں۔ (4)
صبر کب کرنا چاہیے؟ حدیث مبارکہ میں ہے: إِنْ عَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى یعنی صبر تو پہلے صدمے کے وقت ہوتا ہے۔ (5)
علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں: صدمہ کا لغوی معنی ہے: کسی سخت چیز پر مارنا، پھر مجازاً اسے ہر ناپسندیدہ کام کے لئے بولا جانے لگا۔ حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ بے شک پہلے صدمے کے وقت کیا جانے والا صبر ہی حقیقی ہے۔ کیونکہ مصیبت ختم ہونے کے بعد پرسکون ہو جانے کو صبر نہیں کہتے ہیں جیسا کہ کثیر مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مصیبت کی ابتدا کے وقت دل کو اچانک صدمہ پہنچتا ہے اور اس وقت قرار نہیں آتا، چنانچہ پھر بھی اللہ پاک کی رضا پر راضی رہا جائے تو یہ حقیقی صبر ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آدمی کو مصیبت پر اجر نہیں ملے گا کیونکہ وہ اس کے اپنے عمل سے نہیں پہنچی، البتہ اسے اچھی نیت اور صبر جمیل پر اجر دیا جائے گا۔ (6)
آنسو رحمت ہیں: یاد رہے! شدت غم سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جانا صبر کے خلاف نہیں بلکہ احادیث مبارکہ میں اسے رحمت فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بشری تقاضوں میں سے ہے اور دل کی نرمی و رحم دلی کی علامت ہے۔ عورتوں کا قبروں پر جانا منع ہے: مذکورہ حدیث

مبارکہ میں ذکر ہے کہ وہ عورت اپنے بیٹے کی قبر کے پاس رو رہی تھی۔ یہاں یہ مسئلہ یاد رکھئے کہ عورتوں کا قبروں پر جانا منع ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا: اصح (صحیح ترین) بات یہ ہے کہ عورتوں کو قبر پر جانے کی اجازت نہیں۔⁽⁷⁾ صبر کے فضائل: قرآن وحدیث میں صبر کے بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں: پارہ 23 سورۃ الزمر آیت نمبر 10 میں ارشاد باری ہے: **إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ** ﴿23، الزمر: 10﴾ ترجمہ: صبر کرنے والوں ہی کو ان کا ثواب بے حساب بھر پور دیا جائے گا۔ حدیث مبارکہ میں اولاد کی موت پر صبر کرنے والے کے لیے جنت میں ایک مکان کی بشارت دی گئی ہے جس کا نام **بَيْتُ الْخُلْد** ہو گا۔⁽⁸⁾ مصیبت چھپانے کی فضیلت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی پھر اس نے اسے پوشیدہ رکھا اور لوگوں پر ظاہر نہ کیا تو اللہ پاک پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے۔⁽⁹⁾ اللہ پاک نے وہی لایا جو اس کا تھا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر فرمایا: **لَيْلَ اللَّهِ مَا لَخَذَوْلَهُ مَا لَفَعْلَى** یعنی جو چیز اللہ پاک کی تھی وہ اس نے لے لی اور اسی کا ہے جو اس نے دیا۔⁽¹⁰⁾ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں: اللہ پاک جس چیز کو واپس لینے کا ارادہ فرماتا ہے یہ وہی چیز ہے جو اللہ پاک نے بندے کو عطا فرمائی تھی۔ اگر وہ بندے سے لے لے تو اللہ پاک نے وہی لایا جو اس کا تھا۔ لہذا اس وقت بے صبری اور رونپینا مناسب نہیں کیونکہ اگر کسی کو کوئی چیز امانت کے طور پر دی جائے اور پھر اس سے واپس طلب کی جائے تو اسے رونپینا نہیں چاہیے۔⁽¹¹⁾ صبر نہ کرنے کے نقصانات: صبر کرنے کے جہاں بے شمار فضائل و فوائد ہیں وہیں صبر نہ کرنے کے نقصانات بھی ہیں۔ سب سے بڑھ کر نقصان اس ثواب سے محرومی ہے جو صبر کرنے کی صورت میں حاصل ہوتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مصیبت ایک ہوتی ہے لیکن جب بندہ آہ و بکا کرے تو دو مصیبتیں

بن جاتی ہیں: ایک تو وہی مصیبت اور دوسری مصیبت (صبر) کے اجر کا ضائع ہونا اور یہ مصیبت پہلی سے بڑھ کر ہے۔⁽¹²⁾ چپ کر میں تا موتی لمن، صبر کریں تا ہیرے پاگلان داگوں دولا پاویں، ناں موتی ناں ہیرے بعض اوقات بے صبری کفر تک بھی پہنچا دیتی ہے۔ جیسا کہ بعض اوقات بے صبری میں زبان سے کلمہ کفر بھی نکل جاتے ہیں: مثلاً اللہ پاک کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، یا اللہ پاک! تجھے اس کی بھری جوانی پر بھی رحم نہ آیا؟ اے اللہ پاک! تجھے فلاں کے چھوٹے چھوٹے بچوں پر بھی ترس نہ آیا؟ وغیرہ۔ (العیاذ باللہ) اس کے علاوہ بے صبری سے مصیبت دور ہونے کے بجائے بڑھ جاتی ہے۔ بے صبری کرنے والیاں حکم الہی سے اعراض کرتی ہیں۔ بے صبری انسان کو رحمت الہی سے ناامید کر دیتی ہے۔ مصیبتوں پر صبر کا ذہن کیسے بنے؟ جب کوئی مصیبت آئے تو اس طرح اپنا ذہن بنائیے کہ بے صبری سے میری مصیبت کم یا ختم نہیں ہوگی اُلٹا وہ ثواب بھی جاتا رہے گا جو صبر کرنے کی صورت میں ملنا تھا۔ اس کے برعکس اگر صبر سے کام لیتے ہوئے اللہ پاک کی رضا میں راضی رہی تو دنیا میں بھی راحت نصیب ہوگی اور جنت کی ابدی نعمتیں بھی حاصل ہوں گی۔ صبر کا ذہن بنانے کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام بالخصوص سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام، شہدائے کربلا و امیران کربلا علیہم الرضوان پر آنے والی مصیبتوں کو یاد کیجئے۔ اپنے سے بڑھ کر مصیبت زدہ کی طرف دیکھیے اور اللہ پاک کا شکر ادا کیجئے کہ آپ کی مصیبت اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

مصائب میں کبھی حریف شکایت لب پہ مت لانا
وہ کر کے جلا بندے کو اپنے آزماتا ہے

① بخاری، 433/1، حدیث: 1283، ② عمدة القاری، 93/6، تحت الحدیث: 1283، ③ مفردات لام راغب، حرف الصاد، ص 273، ④ لباب الاحیاء، ص 276، ⑤ بخاری، 434/1، حدیث: 1283، ⑥ عمدة القاری، 94/6، تحت الحدیث: 1283، ⑦ فتاویٰ رضویہ، 9/537، ⑧ ترمذی، 2/313، حدیث: 1023، ⑨ مجمع الزوائد، 10/450، حدیث: 17872، ⑩ بخاری، 1/434، حدیث: 1284، ⑪ فتح الباری، 4/136، تحت الحدیث: 129، ⑫ درۃ المناجیح، ص 193

شرک کی اقسام (قسط دوم)

الحمد للہ! گزشتہ شمارے میں شرک کی تعریف اور اس کے متعلق بنیادی باتیں ذکر کی گئی تھیں، زیرِ نظر مضمون میں شرک کی اقسام و صورتیں ذکر کی جارہی ہیں۔ چنانچہ،

شرک کی دو اقسام: ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اعتبار سے شرک کی دو اقسام ہیں: (1) شرک جلی (2) شرک خفی۔ شرک جلی کا مطلب ہے ”نمائیاں طور پر شرک کرنا۔“ جیسا کہ اللہ پاک کی ذات، اس کی صفات یا اس کے افعال میں کسی کو شریک ٹھہرانا شرک جلی یعنی واضح طور پر شرک ہے۔ جبکہ شرک خفی کا مطلب ہے پوشیدہ شرک یعنی ریاکاری۔

شرک کا حکم: شرک جلی خواہ ایک لمحے کے لئے ہی کیوں نہ ہو بندہ فوراً دائرۂ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ جبکہ شرک خفی گناہ ضرور ہے مگر اس کا مرتکب مسلمان ہی رہتا ہے، کافر نہیں ہوتا۔ شرک جلی کو شرک اکبر اور شرک خفی کو شرک اصغر بھی کہا جاتا ہے۔

شرک کی صورتیں: شرک کی مختلف صورتیں ہیں:

(1) **ذات میں شرک:** اس سے مراد اللہ پاک کی ذات میں کسی اور کو شریک ٹھہرانا یا کسی کو اس کے جیسا ماننا ہے۔ یاد رہے! اللہ پاک ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ خود قرآن پاک میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ** (پ30، الاخلاص: 1) ترجمہ: تم فرماؤ: وہ اللہ ایک ہے۔ (2) **ناموں میں شرک:** اللہ پاک کے خاص ناموں میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ یعنی اللہ پاک کے خاص ناموں پر کسی کا نام رکھنا شرک ہے جیسے کسی اور کو اللہ کہنا۔ تفسیر خزان العرفان میں ہے: کسی کو اس کے ساتھ کسی شریک بھی نہیں اور اس کی وحدانیت اتنی

ظاہر ہے کہ مشرکین نے بھی اپنے کسی معبود باطل کا نام اللہ نہیں رکھا۔⁽¹⁾ (3) **کاموں میں شرک:** جو کام اللہ پاک کے ساتھ خاص ہیں ان کے متعلق یہ سمجھنا کہ وہ کوئی اور بھی کر سکتا ہے شرک ہے جیسے نبوت و رسالت عطا فرمانا کہ یہ اللہ پاک کا ہی مبارک فعل ہے۔ (4) **احکام میں شرک:** اللہ پاک کے احکام میں کسی دوسرے کو شریک جانا یا اس کے حکم کو اللہ پاک کے حکم کے برابر قرار دینا بھی شرک ہے۔ قرآن کریم میں ہے: **وَلَا يَشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا** (پ15، البکہ: 26) ترجمہ: اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (5) **عبادات میں شرک:** اللہ پاک کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک جانا یا عبادت کا حق دار سمجھنا بھی شرک ہے۔ قرآن کریم میں ہے: **أَتُمْنُوا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاجِدًا قَمْنًا كَانِ يَرْجُو الْغَاءَ رَبَّهُمْ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا**

يُشْرِكُوا بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (پ16، البکہ: 110) ترجمہ: تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جو اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (6) **صفات میں شرک:** اللہ پاک کی کسی صفت میں مخلوق کو شریک کرنا یا کسی اور میں ویسی ہی صفت ماننا بھی شرک ہے۔ جیسے اللہ پاک کی ایک صفت قدیم ہونا بھی ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اب کسی مخلوق کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ بھی قدیم یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تو یہ اللہ پاک کی صفات میں شرک ہے۔



حضور کی والدہ ماجدہ (قسط دوم)

نور نبوی کی منتقلی پر جانوروں کی گواہی: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبارک اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں منتقل ہوا تو اس رات قریش کے تمام جانوروں نے یہ گواہی دی کہ رب کعبہ کی قسم! آج کی رات محمد عربی اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ گر ہو گئے ہیں، وہ دنیا کی امان ہوں گے (یعنی دنیا میں امن قائم کریں گے) اور دنیا والوں کے آفتاب ہوں گے (یعنی دنیا کو توحید کی روشنی سے منور کریں گے)۔ اس رات قریش کے علاوہ تمام جزیرہ عرب کے کانوں کا علم پھین گیا، دنیا کے تمام بادشاہوں کے تخت الٹا دیئے گئے اور ہر بادشاہ اس دن قوت گویائی سے محروم رہا، مشرق سے مغرب تک کے جانور، بلکہ پانی کے بھی تمام جاندار ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے کہ ابو القاسم بس تشریف لائے ہی والے ہیں۔^(۱)

نور نبوی کی منتقلی پر شیطان کی دہائی: جب اللہ پاک کے اذن سے نور سرکار نبی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر میں منتقل ہوا تو جہاں دنیا بھر کے بت اوندھے منہ گرے وہیں شیطان لعین 40 دن تک اوندھے منہ پڑا رہا، پھر وہ باؤلا سا بھاگا بھاگا پھرنے لگا، اس کا چہرہ تاریک ہو چکا تھا، یہاں تک کہ جبل ابی نقیس پر پہنچ کر بلند آواز سے چیخ و پکار کرتے ہوئے رونے لگا۔ چنانچہ دنیا کے ہر کونے سے اس کے چیلے دیگر شیاطین اس کے اس واویلے کو دیکھتے ہوئے اس کے پاس جمع ہوئے اور انہوں نے اس سے اس کیفیت کی وجہ پوچھی تو وہ بولا: تم سب ہلاک و برباد ہو جاؤ! فلاں عورت نے ہم سب کی ہلاکت کا سامان کر دیا ہے۔ انہوں نے حقیقت جاننا چاہی تو ابلیس بولا: جلد ہی آخری

نبی حضرت محمد پیدا ہونے والے ہیں، ان کے پاس توحید کی ایسی تلوار ہوگی جس سے وہ ہمیں اس طرح کاٹیں گے کہ اس کے بعد زندگی کا تصور محال ہو گا، وہ تمام ادیان کو مٹا دیں گے، بت پرستی کا خاتمہ کر دیں گے، بلکہ ہم دنیا میں جدھر بھی جائیں گے اللہ پاک کی وحدانیت کا ہی چرچا پائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ یہی وہ ہستی ہیں جن کی امت کی وجہ سے اللہ پاک نے مجھ پر لعنت فرمائی اور مجھے دھککا مارا ہوا شیطان بتا دیا، ان کی امت ہر طرف اللہ پاک کی وحدانیت کے ڈنکے بجائے گی۔ شیطان کی یہ باتیں سن کر سب پریشان تو ہوئے مگر انہوں نے شیطان کو تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ پریشان نہ ہوں، اللہ پاک نے ان سے پہلے بھی ایسے انسانوں کو پیدا کیا تھا جو ان سے زیادہ سخت تھے اور ان کے اموال و اولاد بھی ان سے کثیر تھے، جب ہم نے ان سے پٹ لیا تو ان کو بھی دیکھ لیں گے۔ ابلیس بولا: ان پر کیسے قابو پاؤ گے؟ کیونکہ ان میں بہت سی اچھی خصوصیات پائی جائیں گی، یعنی یہ اچھی باتوں کا حکم دیں گے اور بری باتوں سے روکنے والے ہوں گے۔ اس پر ایک شیطان بولا: ہم عالم کو اس کے علم سے، جاہل کو اس کی جہالت سے، دنیا دار کو دنیا کی محبت سے، زاہد کو اس کے زہد سے اور ریاکار کو اس کی ریاکاری سے بھڑکائیں گے۔ ابلیس بولا: یہ سب تو ٹھیک ہے مگر وہ سب تو اللہ پاک کے دامنِ رحمت کو مضبوطی سے پکڑے ہوں گے، پھر کیا کرو گے؟ تو ایک اور شیطان بولا: اگر ایسا ہے تو ہم ان میں گمراہ کن خواہشات، بخل اور ظلم کو ترویج دیں گے تو یقیناً ان کی

وجہ سے وہ خود ہی ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ سن کر ابلیس کھلکھلا کر ہنسنے لگا اور بولا: تمہاری یہ باتیں سن کر میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور دل کو قرار آ گیا ہے۔⁽²⁾

استقرارِ حمل کب اور کس ماہ میں ہوا؟ اس حوالے سے متفرق اقوال مروی ہیں، البتہ! دن کون سا تھا؟ اس کے متعلق اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صبح یہ ہے کہ شب جمعہ تھی، اسی لئے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ شب جمعہ کو شب قدر سے افضل کہتے ہیں کہ یہ خیر و برکت و کرامت و سعادت جو اس میں اتری اس کے ہمسرہ کبھی اتری نہ قیامت تک اترے، وہاں تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا (اس میں فرشتے اور روح الامین اترتے ہیں۔) یہاں مولائے ملائکہ و آقائے روح کا نزول اجلال عظیم افتوح ہے۔⁽³⁾ یعنی شب قدر میں فرشتے اور جبرائیل امین علیہ السلام اترتے ہیں جبکہ شب جمعہ ان سب کے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نزول ہوا۔

یہ ماہ کون سا تھا؟ اس کے متعلق مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اہل عرب زمانہ جاہلیت میں دو حرکتیں کرتے تھے ایک تو کبھی سال کو تیرہ ماہ کا بنا دیتا، دوسرے مہینوں کی تبدیلی۔ اگر ان کی جنگ کے زمانہ میں ماہ حرم مثلاً رجب آجاتا اور ابھی جنگ باقی ہوتی تو اسے کوئی اور مہینہ قرار دے لیتے تاکہ جنگ جاری رکھ سکیں، پھر جنگ ختم ہونے کے بعد کسی اور مہینے کو رجب مان لیتے، یوں ہی بقر عید میں تبدیلی کر لیتے تھے تاکہ حج جس موقع پر آسان ہو اس پر کر لیں۔ چنانچہ جس سال جناب آمنہ خاتون حاملہ ہوتی ہیں اسی سال رجب کو بقر عید مان کر حج کیا گیا تھا، اسی لیے روایات میں آتا ہے کہ جناب آمنہ کا حاملہ ہونا ایام منیٰ میں ہوا، چنانچہ اس سے وہ اعتراض اٹھ گیا کہ جب استقرارِ حمل شریف ایام حج میں ہوا اور ربیع الاول میں ولادت مہارک ہوئی تو نو ماہ کیسے پورے ہوئے۔ معلوم ہو گیا کہ وہ ماہ رجب تھا جسے بقر عید بنا کر حج کیا گیا تھا۔⁽⁴⁾

مدتِ حمل: جامع الآثار فی مولد النبی المختار نامی کتاب میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں کامل نو ماہ تشریف فرما رہے۔⁽⁵⁾

حمل کا علم کب اور کیسے ہوا؟ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے معلوم ہی نہیں ہوا کہ میں حاملہ ہوں، بلکہ دیگر عورتیں جس طرح حمل کے دنوں میں بوجھ اور ٹھکن وغیرہ محسوس کرتی ہیں، مجھے کچھ بھی محسوس نہ ہوا۔⁽⁶⁾

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو اپنے حاملہ ہونے کا احساس کیسے ہوا؟ اس کے متعلق آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نیم خوابیدہ کیفیت میں تھی کہ کسی نے مجھ سے کہا: اے آمنہ! آپ کو معلوم ہے کہ آپ حاملہ (یعنی ماں بننے والی) ہیں؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو اس نے بتایا کہ میں اس امت کے سردار اور نبی کی ماں بننے والی ہوں۔ جس دن یہ بات مجھے معلوم ہوئی وہ پیر کا دن تھا۔⁽⁷⁾

علامہ ابن ناصر الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں جلوہ گر ہوئے تو خواب میں آپ کی والدہ اور والد دونوں کو اس کے متعلق بشارت دیدی گئی تھی۔ جیسا کہ آپ نقل فرماتے ہیں کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا ایک صبح بیدار ہوئیں تو اپنے شوہر یعنی حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگیں: آج میں نے خواب میں کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ایک بیٹے کی ماں بننے والی ہیں اور اس کا نام احمد رکھے گا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بھی فرمانے لگے: میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے اور مجھے بھی یونہی کسی نے کہا ہے۔⁽⁸⁾ --- (جاری ہے)

① دلائل النبوة لابی نعیم، ص 362، حدیث: 555 ② شرف المصطفیٰ، 1/ 347، حدیث: 92 ③ فتاویٰ رضویہ، 26/ 407 ④ سر اللہ النبی، 4/ 171 ⑤ جامع الآثار فی مولد النبی المختار، 2/ 715 ⑥ سیرت حلبیہ، 1/ 69 ⑦ خصائص البکری لسیوطی، 72/ 1 ⑧ جامع الآثار فی مولد النبی المختار، 2/ 704

بِشَيْءٍ مِّنْهُ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اے میری قوم! میں نے تم کو کلمہ شہادت سے پکارا ہے اور تم نے اس کو قبول کیا ہے۔ اب میں تم کو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی سے پکار رہا ہوں۔ اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بڑی اجر عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنے کی قوت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنے کی شجاعت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنے کی دلچسپی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنے کی رغبت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور ان کی آوازیں بھی نہ تھیں۔ یہاں ایک اور بات

[illegible]

یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بھی ہنس پڑا۔ اس نے کہا کہ یہ سب کچھ
میرے لیے ہے۔ میں نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے لیے ہے۔
اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے لیے ہے۔ میں نے کہا کہ
یہ سب کچھ میرے لیے ہے۔ اس نے کہا کہ یہ سب کچھ
میرے لیے ہے۔ میں نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے لیے ہے۔

[illegible][illegible]

- [illegible]

سرخ سلام رضا

سلا فیضانِ اہلی حضرت



(25)

مشکل الفاظ کے معانی: کثرت: زیادتی۔ قلت: کمی۔

مفہوم شعر: بے شمار درود ہوں اس ذات پہ جن پر ایمان لانے والوں کی تعداد شروع میں کم تھی اور پھر کثیر ہو گئی اور اس ذات (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر لاکھوں سلام جن کو کئے سے نکلنے پر مجبور کیا گیا اور پھر فتح مکہ جیسا اعزاز حاصل ہوا۔

شرح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو آپ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت کم تھی، پھر آہستہ آہستہ اس تعداد میں اضافہ ہونے لگا حتیٰ کہ دین اسلام سر زمین مکہ سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گیا۔ آغا اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ کفار مکہ آپ پر طرح طرح کے ظلم ڈھاتے، آپ کو کاہن اور جادوگر کہتے، یہاں تک کہ آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے ظلم و ستم کی وجہ سے اپنے ہی پیارے شہر مکہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ لیکن افسوس! کفار مکہ پھر بھی باز نہ آئے اور مسلمانوں کو مدینہ منورہ میں بھی اذیت دینے کے درپے رہے، ان کی انہی کارستانیوں کے سبب غزوہ بدر، اُحد، خندق اور کئی جنگیں ہوئیں۔ چنانچہ 10 رمضان المبارک سن 8 ہجری کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ شریف پہنچ کر آپ نے یہ رحمت بھرا فرمان جاری کیا کہ جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لئے امان ہے، جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کیلئے امان ہے، جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے امان ہے۔ مزید فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے بھی امان ہے۔^(۱) پھر آپ نے کعبہ مقدسہ کو بتوں سے پاک فرما کر اس کے اندر نفل ادا فرمائے اور باہر تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد کفار قریش سے ارشاد فرمایا: تم کو کچھ معلوم ہے کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟ کفار آپ کی رحمت کو مد نظر رکھتے ہوئے: **يَا مُحَمَّدُ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ** آپ کرم والے بھائی اور کرم والے بھائی کے بیٹے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت جوش میں آئی اور یوں فرمایا: **لَا تُطْفِئُوا عَلَیْکُمْ فِیْہِمْ لَہُمْ اَمْنٌ اَمْلَکُمْ اَللّٰہُ** آج تم پر کوئی الزام نہیں، جلا! تم آزاد ہو۔^(۲) بالکل غیر متوقع طور پر یہ اعلان سن کر کفار جوق در جوق دائرۃ اسلام میں داخل ہونے لگے اور اس طرح اللہ پاک نے آپ کو دونوں جہاں کی عزتوں سے نوازا۔

(26)

مشکل الفاظ کے معانی: نعمت: عطا۔ منت: احسان۔

مفہوم شعر: اہلی درود ہوں اس ذات پر جو اللہ پاک کی خاص عطا ہے اور اس ذات پہ لاکھوں سلام ہوں جس کو بھیج کر اللہ پاک نے احسانِ عظیم فرمایا۔

شرح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کی اتنی بڑی نعمت ہیں کہ اللہ پاک نے انسانوں کو بے حساب و بے شمار نعمتوں سے نوازا مگر اپنی کسی نعمت کا بھی احسان ذکر نہیں فرمایا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والہ وسلم کی وہ ذات ہے جس کو دنیا میں بھیج کر رب کریم نے احسان فرمایا اور احسان کا ذکر قرآن پاک میں یوں ارشاد فرمایا: لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ (پ 4، ص 164) ترجمہ کنز العرفان: بیشک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا جب ان میں ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہی میں سے ہے۔ عربی میں رحمت عظیم نعت کو کہتے ہیں۔ مراد یہ کہ اللہ پاک نے عظیم احسان فرمایا کہ انہیں اپنا سب سے عظیم رسول عطا فرمایا۔ (3)

(27)

مشکل الفاظ کے معانی: ثروت: دولت۔

مقبوم شعر: ہم غریبوں کے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر بے حساب درود اور ہم فقیروں کی دولت یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات پر لاکھوں سلام۔

شرح: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہم غریبوں کے سہارا و آسرا ہیں۔ ہم تو نیکیوں سے بالکل خالی، گنہگار و سیاہ کا ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم فقیروں کی دولت ہیں۔ آپ کے صدقے آپ کی امت بہترین بلکہ تمام امتوں میں افضل امت ٹھہری۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: زعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے زمین کی کھجیاں عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، میرے لئے مٹی کو پاکیزہ کرنے والی بنا دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنا دیا گیا۔ (4)

(28)

مشکل الفاظ کے معانی: غیظ: غصہ۔ ضلالت: گمراہی۔

مقبوم شعر: اس ذات پہ لاکھوں درود جو مومن کی جان کے لیے فرحت و سرور کا سبب ہے اور اس ذات پر لاکھوں سلام جو گمراہ دلوں کے لیے غیظ و غضب ہیں۔

شرح: فرحت: جان مومن: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم مومنین کیلئے

راحت و سکون کا باعث ہیں، آپ کا دیدار آنکھوں کی ٹھنڈک اور گفتگو دلوں کا سکون ہے، صحابہ کرام کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ تھی، دیدار مصطفیٰ انہیں دنیا کی ہر نعمت سے بڑھ کر عزیز تھا، وہ ہر وقت محبوب خدا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ترپتے رہتے تھے، اس حسن بے مثال کی جدائی کا تصور بھی ان کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ وہ چاہے کتنے ہی رنجیدہ ہوتے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں آتے ہی ان کے دل و جاں کو راحت اور سکون کی دولت مل جاتی۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! آپ مجھے میری جان، میرے والدین اور اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ جب میں اپنے گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرنا رہتا ہوں اور اس وقت تک مجھے چین نہیں آتا جب تک حاضر ہو کر آپ کی زیارت نہ کر لوں، لیکن جب مجھے اپنی موت اور آپ کے وصال مبارک کا خیال آتا ہے تو سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیائے کرام کے ساتھ بلند ترین مقام پر جلوہ افروز ہوں گے اور جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو خدشہ ہے کہ کہیں آپ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں! حضور نے ابھی جواب نہ دیا تھا کہ یہ آیت نازل ہو گئی: ترجمہ کنز العرفان: اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین۔ (پ 5، ص 69)۔ (5) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور کی محبت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اللہ پاک کی قسم! حضور مجھے اپنے مال و اولاد، والدین اور سخت پیاس کے موقع پر ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ (6) غیظ قلب ضلالت: آپ کفار اور گمراہ لوگوں کے لئے غیظ و غضب ہیں، جیسا کہ ارشاد باری ہے: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ مُرْصَدًا يَنْصَبُونَ سُلٰلَةً يَخْرُجُ مِنْ خَلَّتِهِمُ الْمُرْتَدُونَ (پ 26، ص 29) ترجمہ کنز العرفان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت، آپس میں نرم دل ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ثابت ہوا کہ کافروں پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سختی فرماتے تھے۔ (7)

① معرۃ السنن والآثار، 13/294-293، حدیث: 18231-18236

② مواہب اللدنیہ مع شرح زرقانی، 3/449، تفسیر صراط الیمان، 2/87

③ مسند امام احمد، 1/210، حدیث: 763، معجم اوسط، 1/149، حدیث: 477

④ شفا، الجزء 1، 2: 22، ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 171

مذکرہ



مدنی

”پیارے نبی“ کے 8 حروف کی نسبت سے مذکورہ حدیث پاک کے 8 فوائد

حضرت امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث پاک میں کئی فوائد ہیں: (1) دعوت قبول کرنا (2) درزی کی کمائی جائز ہونا (3) شور یا کھانے کا جواز (4) گڈو شریف کھانے کی فضیلت (5) گڈو شریف کو پسند کرنا مستحب ہے (6) اسی طرح ہر اس چیز کو پسند کرنا جسے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا (7) اور اس چیز کے حصول میں حریص رہنا (8) اگر میزبان کو ناگوار نہ ہو تو شرکائے طعام کا ایک دوسرے پر ایثار کرنا۔⁽³⁾

مذکورہ حدیث پاک کی شرح

مشہور مفسر، حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالے کے ہر طرف سے گڈو کے ٹکڑے اٹھا کر تناول فرما رہے تھے۔ معلوم ہوا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گڈو شریف مرغوب تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا! جب مخدوم و خادم ایک پیالے سے کھائیں تو مخدوم (آقا) ہر طرف سے کھا سکتا ہے اور وہ جو حدیث پاک میں قرآن ”کُلْ مِمَّا يَلِيكَ“ یعنی اپنے سامنے سے کھاؤ“ وہاں چھوٹوں یا برابر والوں سے خطاب ہے۔ لہذا یہ حدیث پاک اس کے خلاف نہیں۔ صاحبِ مرقات نے فرمایا: جب ایک شریک کے ہر طرف ہاتھ ڈالنے سے دوسرے

(1) سبزی کھانے میں حکمت

سوال: بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ کھانے میں سبزی بالخصوص گڈو شریف استعمال فرماتے ہیں اس میں کیا حکمت ہے؟
جواب: سبزی کو پسند کرنے میں ایک حکمت تو یہ ہے کہ جس دسترخوان پر سبزی موجود ہو فرشتے اس دسترخوان پر حاضر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: بے شک اس دسترخوان پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں جس پر سبزی موجود ہو۔⁽¹⁾ اور جو چیز میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب ہو، میں اسے کیوں محبوب نہ رکھوں! محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر سنت واداکو محبوب رکھیں اور آپ کی پسند کو اپنی پسند بنائیں جس طرح صحابہ کرام و اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم نے اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری پیاری اداؤں کو حرزِ جان بنالیا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک خیاط (درزی۔ Tailor) نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدعو کیا تو میں بھی ساتھ چلا گیا، اس نے جو شریف کی روٹی اور شور یا پیش کیا جس میں گڈو شریف اور خشک گوشت کی بوئیاں تھیں۔ میں نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالے کے کناروں سے گڈو شریف ڈھونڈ کر تناول فرما رہے تھے۔ اس دن کے بعد میں ہمیشہ گڈو شریف پسند کرنے لگا۔⁽²⁾

شرکائے طعام نفرت (گجن) کریں تب یہ حکم ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ شریف سے چیز لگ کر تبرک بن جاتی ہے۔ بعض حضرات صحابہ کرام علیہم السلام نے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب بلکہ خون بھی تبرک کا پیا ہے۔ لہذا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم دوسرا ہے۔ بہر حال یہ حدیث بہت واضح ہے۔ بعض روایات میں ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی گدو شریف کے کلوے تلاش کر کے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کرنے لگے۔

اس حدیث پاک سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ اپنے خدام و غلاموں کی دعوت قبول کرنا چاہئے اگرچہ وہ اپنے سے کم درجہ میں ہو۔ دوسرے یہ کہ خادم کو اپنے ساتھ ایک پیالے میں کھانا بہت اچھا ہے۔ تیسرے یہ کہ گدو شریف پسند کرنا سنت مبارک ہے۔ چوتھے یہ کہ ہر سنت سے محبت کرنا خواہ سنت زائد ہو یا ہدیٰ (سنت غیر مؤکدہ یا سنت مؤکدہ)، طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔

قطعا اتنی حقیقت ہے ہمارے دین و ایمان کی

کہ اس جان جہاں کے خشن پر دیوانہ ہو جانا

پانچویں یہ کہ مخدوم (یعنی آقا) اپنے خادم کے ساتھ تو پیالے میں سے ہر طرف سے کھا سکتا ہے، خادم کو یہ حق نہیں۔ چھٹی یہ کہ خادم پیالے سے بوٹیاں یا گدو وغیرہ چن کر مخدوم کے سامنے رکھ سکتا ہے۔⁽⁴⁾

جذبہ عشق رسول

اسی ضمن میں حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کی ایمان افروز حکایت ملاحظہ کیجیے، چنانچہ جب آپ کے سامنے اس روایت کا ذکر آیا کہ ”مخدوم پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گدو شریف پسند فرماتے تھے“ تو مجلس میں سے ایک شخص نے کہا: ”لیکن مجھے پسند نہیں۔“ یہ سنتی ہی حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے تلوار کھینچی اور فرمایا: جِدِّدِ الْإِسْلَامَ وَالْأَمَلَنَکَ تَجِدِہُ إِسْلَامَ کر (یعنی جتنے سرے سے

مسلمان ہو جا،) ورنہ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا۔⁽⁵⁾

گدو شریف کو ناپسند کرنا تک کفر ہے؟

اگر معاذ اللہ کسی کو اس حیثیت سے گدو شریف ناپسند ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پسند تھا تو یہ کفر ہے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی کے اس کہنے پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گدو پسند تھا کوئی یہ کہے: ”مجھے پسند نہیں“ تو بعض علما کے نزدیک کافر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس حیثیت سے اسے ناپسند ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا تو کافر ہے۔⁽⁶⁾ ہاں! اگر اس طرح کی صورت حال نہ ہو اور کسی کا نفس گدو شریف کو پسند نہیں کرتا اس بنا پر اگر کوئی کہتا ہے: مجھے گدو پسند نہیں یا مجھے گدو نہیں بھاتا تو اس پر حکم کفر نہیں۔

(2) گدو شریف کی برکات

سوال: گدو شریف کے کیا کیا برکات و ثمرات ہیں؟

جواب: گدو شریف کے بے شمار فوائد و ثمرات ہیں، جیسا کہ سرکارِ عالی و قار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! گدو (کوئی) کھایا کرو کیونکہ یہ عقل میں اضافہ کرتا ہے اور دماغ کی قوت کو بڑھاتا ہے۔⁽⁷⁾ ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم ہانڈی پکاؤ تو اس میں اکثر گدو ڈالا کرو کیونکہ یہ غمگین دل کے لئے باعثِ تقویت ہے۔^{(8) (9)}

(3) کیا ناخن کاٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

سوال: کیا ناخن کاٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ (کاشف رضا)

جواب: جی نہیں۔⁽¹⁰⁾

- ① احیاء العلوم، 2/222، ص 869، حدیث: 5329، شرح مسلم، منوہی،
- بخاری، 7/133، 224/7، ص 187، 6، شرح الفقہ القاری، 2/51
- ② بہار شریعت، 2/463، حصہ: 9، جامع صغیر، 2/343، حدیث: 5945
- ③ فیض القدیر، 5/263، فتح البرہ: 6994، طوفاط امیر اہل سنت، 1/25، 25/284، طوفاط امیر اہل سنت، 5/126

مسلمان بہو

ام میلا دیا جی

عمر ان مالی مجلس مشاورت و جماعت اسلامی

سے بھی چننا چاہیے، کسی پر غصہ یا بے جا ڈنٹ ڈپٹ سے پرہیز کرنا چاہیے، جو کام ذمہ پر ہوں ان کو بحسن و خوبی انجام دینا چاہیے، نیز اپنے کاموں کی طرف توجہ مرکوز رکھے، دوسروں کے معاملات سے بے پروا ہو جائے اور اپنے معاملات اللہ پاک کے سپرد کر دے، اس سے وہ سکون میں رہے گی۔

بہو کو کیا نہیں کرنا چاہیے؟ بد اخلاقی کا مظاہرہ نہ کرے، اپنے کاموں سے جی نہ چرائے، اپنے معاملات میں سستی کاہلی کا مظاہرہ نہ کرے، کسی کو اپنے اوپر بولنے کا موقع نہ دے، دوسروں کی ٹوہ میں نہ پڑے۔

ایک بہو کے لئے چند نصیحت آموز باتیں: اچھے اخلاق کی بدولت اخروی برکتوں کے ساتھ ساتھ دنیوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ایک بہو کی حیثیت سے آپ جس گھر میں آئی ہیں اسے اپنا گھر سمجھتے ہوئے ساس کو ماں کا درجہ دیں، اسی طرح نندوں سے بہنوں کی طرح برتاؤ رکھیں، ان کی سخت بات کو بھی اسی طرح مثبت انداز سے لیں جس طرح اپنی والدہ اور حقیقی بہنوں کی لپیٹ تھیں، لڑائی جھگڑے کی صورت ہی نہ پیدا ہونے دیں۔ ساس کی خدمت کو اپنی ماں جان کر اپنی ذمہ داریوں میں شامل رکھئے۔ اس سے نہ صرف اپنائیت و انسیت کا ماحول پیدا ہو گا بلکہ نئی جگہ آپ کے قدم مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جائیں گے، اسی طرح گھر کی دیگر خواتین کو بھی چاہیے کہ بہو کا احترام کریں اور اس کے خلاف سازشیں نہ کریں اور نہ ہی بغض و کینہ رکھیں۔

اسلام میں تمام خواتین کو حقوق دیئے گئے ہیں، چنانچہ ایک مسلمان بہو کو بھی تنہا نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس کو بھی اپنی زندگی بہتر بنانے کے لئے بہت سی کام کی باتیں بیان فرمائی ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر بہو بھی اپنی نئی زندگی کو شاندار طریقے سے گزار سکتی ہے۔

بہو کے لئے کام کی باتیں: بہو کو چاہیے کہ اپنا دل دوسروں کے لئے صاف رکھے اور سب کا دل سے ادب و احترام کرے، اللہ پاک سے ہمیشہ اچھا لگنا ہی رکھے، اگر پھر بھی کوئی اس سے برا کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر ہو گا اور اس کو اپنے کئے کی سزا ملے گی، اسی طرح لڑکی کے گھر والوں کو چاہیے کہ اپنی لڑکی کے سسرالیوں کے خلاف کان نہ بھریں اور ساس کو اس کا دشمن بنا کر پیش نہ کریں بلکہ اس میں خود اعتمادی پیدا کریں اور ہر قدم پر اس کی حوصلہ شکنی کرنے کے بجائے اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ نیز بہو کو چاہیے کہ نئے گھر میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرے اور شوہر کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اس بات کا خیال رکھے کہ اس کی بیوی پر اس کی وسعت کے مطابق ہی بوجھ ڈالا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس پر ہی پورے گھر کا بوجھ ڈال کر باقی ساری خواتین آرام سے بیٹھی رہیں۔ اس طرح کرنے پر اللہ پاک کی بارگاہ میں جو اب دینا ہو گا۔

بہو کو کیا کرنا چاہیے؟ بہو کو چاہیے کہ شوہر ساس نند دیورانی جیہڑانی وغیرہ سب کے ساتھ حسن اخلاق کا مظاہرہ کرے، زبان سے کسی کو ایذا نہ پہنچائے، اسی طرح بہو کو طعن و تشنیع

بنت اللہ بخش عطاریہ
ہند

مقام ہوتی ہے، لڑکی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے حوالے
کر دی، کیونکہ اس لڑکی کی خالہ ان کی زوجہ تھیں۔⁽³⁾

جب اسلام نے خالہ کو اتنا مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے تو خالہ
پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنی بہن کی اولاد کو اپنی اولاد کی طرح ہی
سمجھے اور جس طرح ماں اپنے بچوں کو ہمیشہ خیر خواہی کی باتیں
سکھاتی ہے اور کبھی ان کا برا نہیں چاہتی تو خالہ کو بھی یہ حق
حاصل ہے کہ وہ اپنے بھانجے بھانجیوں کو کسی غلطی پر ڈانٹ
ڈپٹ بھی کر سکتی ہے، مثلاً اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ
عنها کے ایک بھانجے حضرت یزید بن اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں: ایک مرتبہ میں نے اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا کے بھانجے یعنی جنتی صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہ
کے بیٹے مل کر مدینہ شریف کے ایک باغ میں گھس کر کچھ
کھا لیا تو یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہو
گئی، اس وقت آپ مکہ مکرمہ سے واپس تشریف لارہی تھیں
کہ راستے میں ہی ہم دونوں مل گئے، تو آپ نے اپنے بھانجے
کے ساتھ ساتھ مجھے بھی ڈانٹا ڈپٹا بلکہ حضور کے گھرانے سے
تعلق کی پاسداری کا خیال رکھتے ہوئے آئندہ ایسا کرنے سے
منع بھی فرمایا۔⁽⁴⁾

خالہ کو درج ذیل باتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے:

❖ اپنے اور اپنی بہن کے بچوں میں کبھی بھی فرق نہ کرے،
ہمیشہ سب کے ساتھ ایک جیسا محبت بھرا سلوک کرے،
یہاں تک کہ اپنے اور بہن کے بچوں میں اختلاف پیدا ہو
جائے تو ایک سنبھلی ہوئی ماں کی طرح خوش اسلوبی سے
ان کے اختلافات کو دور کرنے کی کوشش کرے یا پھر

خالہ کا کردار

ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض
کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ سے بہت بڑا گناہ سرزد
ہو گیا ہے، کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ دریافت فرمایا:
کیا تمہاری ماں زندہ ہے؟ عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے پوچھا:
تمہاری کوئی خالہ ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے
فرمایا: اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔⁽¹⁾

معلوم ہوا اللہ پاک نے خالہ کو ماں کی مثل و قائم مقام
قرار دیا ہے اور اس پر کئی روایات شاہد ہیں جیسا کہ حضرت
مریم رضی اللہ عنہا کو پیدا ہوتے ہی ان کی والدہ ماجدہ پٹھرے میں
لپیٹ کر بیت المقدس لے گئیں۔ جہاں 4000 خدام رہتے
تھے اور ان کے سر دربار 70 تا 71 تھے جن کے امیر اللہ کے نبی
حضرت زکریا علیہ السلام تھے۔ بیت المقدس کا ہر سر دربار یہی چاہتا
تھا کہ اسے حضرت مریم کی خدمت کا شرف حاصل ہو تو
حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: میں ان کا زیادہ مستحق ہوں
کیونکہ ان کی خالہ میرے نکاح میں ہیں۔ بہر حال بذریعہ قرعہ
اندازی آپ حضرت مریم کے نکاح مقرر ہوئے۔⁽²⁾ اسی طرح
حضرت ابراہیم بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ
کے بعد دوسرے سال جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمرہ قضا
سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ رضی
اللہ عنہ کی صاحبزادی چچا چچا بھتی پیچھے ہوئیں۔ حضرت علی رضی
اللہ عنہ نے انہیں لے لیا اور ہاتھ پکڑ لیا پھر حضرت علی، زید بن
حارثہ اور جعفر طیار رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک نے اپنے پاس
رکھنے کا دعویٰ کیا اور دلائل بھی دیے مگر حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے کہ خالہ ماں کے قائم

حق کا ساتھ دے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ حضرت ام مسطح رضی اللہ عنہا نے واقعہ اٹک میں کیا کہ اپنے بیٹے کے بجائے بھانجے کا ساتھ دیا۔^(۷)

❖ اگر وہ مفلس و محتاج ہوں تو اپنی گنجائش کے مطابق غیر محسوس طریقے سے ان کی مدد کرتی رہے مثلاً عید وغیرہ پر انہیں کپڑے دلادے، گھر قریب ہو تو جب بھی کوئی اچھا کھانا پکائے تو انہیں بھی بھیج دے۔

❖ کبھی کبھار ان کے یہاں آتی جاتی بھی رہے کہ کچھ وقفے سے رشتے داروں سے ملنا محبت و الفت میں زیادتی کا باعث ہو جاتا ہے۔ اگر راستہ طویل ہو یا اور کسی سبب سے جا نہ پائے تو جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرے مثلاً ای میل، واٹس ایپ، فون وغیرہ کے ذریعے رابطے میں رہے۔

❖ جب بھی ان کے پاس جائے تو اپنی حیثیت و طاقت کے مطابق ان کے لئے کچھ تحائف بھی ضرور لے کر جائے۔

❖ اگر کبھی وہ ملے انہیں تو خوشی کا اظہار کرے اور ان کی بھرپور مہمان نوازی کرے۔ جیسا کہ وفد بنی ہلال کے لوگوں نے جب دربار نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا تو اس وفد میں شریک حضرت زیاد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری کے لئے آپ کے گھر تشریف لے گئے کیونکہ وہ ان کی خالہ تھیں، انہی اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور یہ جان کر کہ حضرت زیاد ام المؤمنین کے بھانجے ہیں آپ نے دعاؤں کے علاوہ ازراہ شفقت ان کے سر اور چہرے پر اپنا نورانی ہاتھ پھیر دیا۔ جس کی برکت سے لوگ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ہمیشہ ایک نور اور برکت کا اثر دیکھتے رہے۔^(۸)

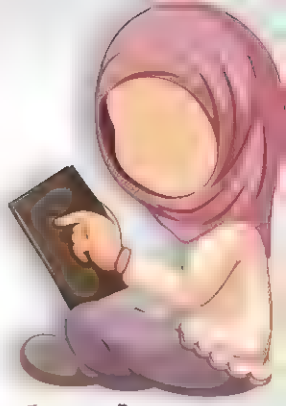
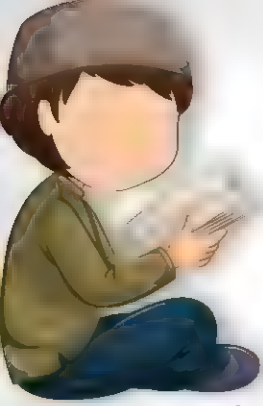
❖ ان کی ہر خوشی غمی میں ہمیشہ شریک رہے۔

❖ کبھی بھی ان سے اپنا تعلق ختم نہ کرے کہ اس کا بہت بڑا

گناہ ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔^(۷) اگر کبھی ان کی کوئی بات بری لگے تو بھی درگزر سے کام لے اور انہیں معاف فرمادے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج ہمارے ساتھ قطع رحمی کرنے والا نہ بیٹھے۔ چنانچہ ایک نوجوان محفل سے اٹھ کر اپنی خالہ کے پاس آیا، ان کے درمیان کوئی رنجش تھی، اس نوجوان نے اپنی خالہ سے معافی مانگی اور خالہ نے بھی اسے معاف کر دیا۔ پھر وہ دوبارہ مجلس میں واپس آیا تو حضور نے فرمایا: اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔^(۸) اسی طرح مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتہائی لاڈلے بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ کی اس فیاضی سے پریشان ہو کر کہ خود تکلیفیں اٹھاتیں اور جو آئے فوراً خرچ کر دیتی ہیں، ایک مرتبہ کہہ دیا کہ خالہ کا ہاتھ کس طرح روکنا چاہئے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئیں کہ میرا ہاتھ روکنا چاہتا ہے اور ان سے نہ بولنے کی نذر کے طور پر قسم کھائی۔ حضرت عبد اللہ کو خالہ کی ناراضی سے بہت صدمہ ہوا، بہت لوگوں سے سفارش کرائی مگر وہ راضی نہ ہوئیں۔ آخر حضرت عبد اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انصیاں سے دو حضرات کو سفارشی بنایا اور خود بھی خوب آہ و زاری کر کے معافی مانگی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی رونے لگیں اور آخر معاف فرما دیا۔ پھر اپنی قسم کے کفارہ میں بار بار غلام آزاد کرتی تھیں۔^(۹)

① ترمذی، 3/362، حدیث: 1911 ② تفسیر فیسی، 3/400، غزالی، 3/94، حدیث: 4251 باخودا ③ مستدرک، 5/42، حدیث: 6878 ④ تفصیل واقعہ کتب سیرت وغیرہ میں دیکھئے ⑤ مدارج النبوة (فارسی)، 2/360، مسلم، ص 1383، حدیث: 2006 ⑥ تاریخ ابن عساکر، 20/167، بخاری، 3/119، حدیث: 6073





بچوں کو اخلاقی اقدار سکھائیں (قسط دوم)

بنائیں۔ بچوں کی خوبیوں اور اچھے کاموں کو سراہتے رہیں۔ بلا وجہ کی روک ٹوک سے گریز کریں۔ اپنے بچے کا موازنہ کسی بھی معاملے میں دوسرے بچوں سے نہ کریں کہ اس سے ان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ بچے کو اس قابل بنائیں کہ وہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں خود فیصلہ کریں۔

عاجزی: جو اللہ پاک کیلئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ اسے بلندیاں عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ عاجزی اللہ پاک کو بے حد پسند ہے، اس لئے کہ یہ تکبر سے دور رکھتی ہے۔ چنانچہ اپنے بچے کو عاجز بنائیں اسے ہمیشہ یہ احساس دلاتے رہیں کہ کبھی بھی خود کو کسی سے برتر نہیں سمجھنا کہ خود کو دوسروں سے برتر سمجھنا غرور و تکبر کی علامت ہے۔

نظم و ضبط: نظم و ضبط کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا اور اپنائے رکھنا ذاتی صفت ہے۔ نظم و ضبط اختیار کرنے والے زندگی میں ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں اور دوسرے لوگوں پہ مثبت اثر ڈالتے ہیں۔ نظم و ضبط ایک ایسی اخلاقی صفت ہے جس کے لئے دوسروں کی طرف سے حوصلہ افزائی اور تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنے بچے کو نظم و ضبط کا عادی بنائیں۔ اس سلسلے میں بچے کو مختلف ہدف دیئے جائیں جن کو وقت پر پورا کرنے پر انہیں سراہا جائے۔ یوں روزمرہ کی بنیاد پر ایسی مشق کروانے سے بچے نظم و ضبط کے عادی ہو جائیں گے۔ بغیر نظم و ضبط ایک اچھی زندگی کا تصور ناممکن ہے۔ حالانکہ سارے نظام کائنات کا حسن و جمال نظم و ضبط پر مبنی ہے، سورج، چاند، ستارے، رات، دن غرض ہر چیز کا آنا جانا اپنے مقررہ وقت پہ انجام دیتا ہے۔ لہذا انسان کو بھی زندگی میں کامیابی کیلئے نظم و ضبط اپنانا چاہئے۔

اخلاقی اقدار میں کچھ صفات کا تعلق انسان کی اپنی ذات سے ہوتا ہے جو اسے اچھا یا برا بناتی ہیں۔ اچھی صفات کے مالک لوگ بااخلاق اور پر امن رہتے ہیں۔ اچھی صفات سیکھنے سکھانے میں ماں کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ یہ بھی تربیت اولاد کا حصہ ہے جو بچے کی معاشرتی و عملی زندگی میں بہت معاون ثابت ہوتا ہے۔ ذاتی صفات یہ ہیں:

دیانت داری: یہ ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو بہت سی معاشرتی برائیوں سے دور رکھتی ہے۔ جیسے دیانت دار شخص جھوٹ بولے، کسی کو دھوکا دینے، مال میں یا کسی بھی چیز میں بددیانتی کرنے سے ہمیشہ باز رہتا ہے وغیرہ۔ یہ صفت بچپن سے ہی بچے کے اندر پیدا ہوتی ہے جس کا مکمل دار و مدار اس کے ارد گرد کے ماحول پہ ہوتا ہے۔ جس میں ماں باپ کا رویہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر والدین دیانتداری کی صفت اپنائیں اور بچوں کو بھی ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ اس کے فوائد اور اسے نہ اپنانے کے نقصانات سے آگاہ کرتے رہیں تو یقیناً بچہ اس خوبی کو اپنائے گا۔ والدین کو چاہئے کہ بچے سے کسی بھی معاملے میں جھوٹ بولیں نہ اسے جھوٹ بولنے پہ مجبور کریں، نیز ہر معاملے میں دیانتداری کو اپنا اصول بنائیں۔ اسی کو دیکھتے ہوئے بچہ بھی دیانتداری جیسی اخلاقی صفت اپنائے گا جو بڑے ہو کر معاشرتی و عملی زندگی میں معاون ثابت ہو گا۔

خود اعتمادی: یہ ایک ایسی صفت ہے جسے اپنا کر کوئی بھی شخص اپنے کردار، تعلیم، صلاحیت، مسائل و مشکلات اور دیگر معاملات میں بھرپور اعتماد کی حالت میں رہتا ہے۔ والدین کا یہ فرض بنتا ہے کہ بچے کی خوشگوار زندگی کے لئے اسے پر اعتماد

ازواج حضرت اسحاق و یعقوب علیہما السلام

زوجہ اسحاق

جبے حضرت اسحاق علیہ السلام کا نکاح 40 سال کی عمر میں اپنے چچازاد بھائی، بتویل کی بیٹی رفقا سے ہوا، اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حیات تھے۔⁽¹⁾ نکاح کے بعد 20 سال تک آپ کی کوئی اولاد نہ ہوئی تو آپ نے اللہ پاک کی بارگاہ میں اولاد کے لئے دعا کی تو اللہ پاک نے آپ کو دو جڑواں بیٹے عطا فرمائے۔⁽²⁾ بڑے بیٹے کا نام عیسور رکھا گیا اہل روم اسی کی اولاد میں سے ہیں جبکہ چھوٹے بیٹے کا نام یعقوب رکھا گیا اور بنی اسرائیل آپ ہی کی اولاد ہیں۔⁽³⁾ حضرت اسحاق علیہ السلام کی ایک بیٹی کا تذکرہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام کی پرورش کرنے والی خاتون کے طور پر ملتا ہے، مگر اس کی تفصیلات کہیں بھی نہیں ملتیں۔

زوجہ یعقوب

حضرت یعقوب علیہ السلام کو ان کے والدین نے حکم دیا کہ وہ اپنے ماموں لابان کے پاس حران چلے جائیں اور ان کی کسی ایک بیٹی سے شادی بھی کر لیں۔ آپ کے ماموں کی دو بیٹیاں تھیں، راجیل (Rachel) اگرچہ لیا (Leah) سے چھوٹی تھی، مگر زیادہ حسین و جمیل تھیں، چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے انہی کا رشتہ مانگا۔ (مگر چونکہ آپ کے پاس حق مہر دینے کے لئے کچھ بھی نہ تھا، لہذا) ماموں نے 7 سال بکریاں چرانے کی شرط پر رضامندی کا اظہار کیا تو آپ 7 سال تک بکریوں کی دیکھ بھال کرتے رہے، مدت پوری ہوئے پر شادی ہوئی تو آپ علیہ السلام پر انکشاف ہوا کہ شادی راجیل کے بجائے بڑی بہن لیا سے

ہوئی ہے۔ جب آپ نے اپنے ماموں سے اس کی وجہ پوچھی تو وہ بولے: ہمارے ہاں بڑی بیٹی کے ہوتے چھوٹی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ ہاں! اگر آپ کو راجیل بھی پسند ہے تو اس سے بھی نکاح کر لیں، مگر مزید 7 سال تک بکریاں چرائی ہوں گی۔ چنانچہ مزید 7 سال تک بکریاں چرانے کے بعد ان کا نکاح چھوٹی بہن سے بھی کر دیا گیا، کیونکہ ان کی شریعت میں دو بہنوں کا ایک ہی وقت میں ایک مرد سے نکاح ہو سکتا تھا۔ آپ کے ماموں نے اپنی بیٹیوں کو ایک ایک باندی بھی دی۔ لیا کو زلفی (Zilpha) اور راجیل کو بلعی (Bilhah)۔ حضرت یعقوب کی پہلی بیوی لیا سے اللہ پاک نے آپ کو بالترتیب چار بیٹے عطا فرمائے: زوئیل (Reubel)، شمعون (Simeon)، لاوی (Levi) اور یہودا (Judah)۔ راجیل کے اولاد نہ ہوئی تو انہوں نے حضرت یعقوب کو اپنی لونڈی ہبہ کر دی، جس سے آپ کے دو بیٹے دان (Dan) اور نفتالی (Naphtali) پیدا ہوئے، پھر لیانے بھی اپنی باندی ہبہ کر دی تو اس سے آپ کو جاد (Gad) اور آشیر (Asher) نامی دو لڑکے عطا ہوئے، پھر لیا کے ہاں مزید آئساکھار (Issachar) اور زابلون (Zebulun) نامی دو بیٹے اور دینا نامی ایک بیٹی پیدا ہوئی، پھر حضرت راجیل نے اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ پاک نے انہیں بھی دو بیٹے یوسف (Joseph) اور بنیامین (Benjamin) عطا فرمائے۔⁽⁴⁾

① الہدایۃ والنہایۃ، 1/447 ② سیرت الانبیاء، ص 371 ③ الہدایۃ والنہایۃ، 1/

447 ④ الہدایۃ والنہایۃ، 1/277

ام سلمہ عطار یہ مدنیہ
لمیر کراچی

بھائی کی شادی میں رکاوٹ نہ بنئے

انکار کرتی ہے، مذکورہ واقعہ میں ان کیلئے بھی نصیحت ہے۔ انہیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ قرآن و حدیث میں نکاح کا حکم موجود ہے اور یہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ بلکہ ایک روایت میں ہے: جو میرے طریقے کو محبوب رکھے، وہ میری سنت پر چلے اور نکاح بھی میری سنت ہے۔⁽²⁾ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کو شرم گاہ کی حفاظت کا ذریعہ بھی قرار دیا۔⁽³⁾ موجودہ دور میں گناہ کرنا آسان سے آسان تر ہوتا جا رہا ہے، جلد نکاح کو رواج دینا نہایت ضروری ہے۔ بعض اوقات صرف مٹگنی کر دی جاتی ہے جبکہ نکاح کے لئے حالات اچھے ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے، اس دوران لڑکے لڑکی کے درمیان بات چیت، میل ملاقات اور تحفے تحائف کا سلسلہ رہتا ہے جو کہ گناہ و حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔⁽⁴⁾ چنانچہ اس طرح کے ماحول میں والدین کو چاہئے کہ اولاد کو گناہوں سے بچائیں اور رخصتی نہیں کر سکتے تو کم از کم نکاح ضرور کر دیں۔

مذکورہ روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نکاح کا ایک فائدہ اولاد کا حصول بھی ہے، بلاشبہ اولاد کی اچھی اور دینی تربیت کی جائے تو وہ دنیا و آخرت میں سرخروئی کا باعث بنتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث پاک میں مرنے کے بعد بھی فائدہ دینے والی جن تین چیزوں کا ذکر کیا گیا ان میں سے ایک نیک اولاد بھی ہے کہ جو اپنے والدین کے لیے دعا کرتی ہے۔⁽⁵⁾

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نکاح نہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نکاح کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا: نکاح کر لیجئے! اگر آپ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی اور وہ زندہ رہا تو آپ کیلئے دعا کرے گا۔⁽¹⁾

اس سے وہ بہنیں سبق حاصل کریں جو اپنے بھائی کی شادی میں رکاوٹ بن جاتی ہیں کہ پہلے ہماری شادی کرو بعد میں اپنی کرنا یا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اگر بھائی کی شادی ہو گئی تو ہماری خواہشات کون پوری کرے گا؟ ہمیں فیشن کون کروائے گا، یا بھائی خرچ کم دیں گے یا بند کر دیں گے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بڑی بہن کا رشتہ نہ ہونے کے سبب بھائی کی شادی میں بھی تاخیر کی جاتی ہے، حالانکہ بھائی ویل اسٹبلش ہوتے ہیں اور شادی کی عمر بھی ہوتی ہے، بہترین رشتے بھی نظر میں ہوتے ہیں، مگر گھر والے یا اس کی بہنیں کسی نہ کسی بہانے سے رشتہ ہونے نہیں دیتیں۔ نتیجہ عمر کی زیادتی کے باعث رشتے ملنا بند ہو جاتے ہیں، صحت خراب ہو جاتی ہے، نکاح سے بے رغبتی پیدا ہو جاتی ہے، بالقرض شادی ہو بھی جائے تو اولاد نہ ہونے یا پھر ان کی مناسب پرورش نہ کر پانے کے مسائل سامنے آتے ہیں، کئی نوجوان زیادہ عمر تک نکاح نہ ہونے کے سبب معاذ اللہ بدکاری کے راستے کی طرف نکل پڑتے ہیں اور ذہنی و نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں۔ لہذا ابھرتی ہی ہے کہ بھائی سے توقعات وابستہ کرنے کے بجائے اللہ پاک پر توکل کیا جائے۔

فی زمانہ نوجوانوں کی ایک تعداد کیریئر بنانے کی خاطر یا دینی و دنیوی زندگی کی ذمہ داریوں سے بچنے کیلئے نکاح کرنے سے

① مسند الشافعی، ص 273، ذخیرۃ ② کنز العمال، الجزء 16، 8/116، حدیث: 44406 ③ بخاری، 3/422، حدیث: 5066 ④ پردے کے بارے میں سوال جواب، ص 320، مسلم، 684، حدیث: 4223

روٹی پکانا

اللہ پاک نے انسان کو پیدا فرمایا اور پھر اس کی نشوونما کے لیے مختلف اقسام کا حلال طیب رزق عطا فرمایا اور پھر اپنے عطا کردہ اناج اور پھل وغیرہ کھانے، مختلف اقسام کی غذاؤں کے استعمال کے طریقے اور ان کی تاثیر کے بارے میں ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے رہنمائی عطا فرمائی۔ چنانچہ ان کھانوں میں روٹی ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے، لہذا زیرِ نظر مضمون میں اسی کا تذکرہ ہے۔

حضور کی پسندیدہ روٹی: پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثر جو کی روٹی تناول فرمائی اور کبھی کبھی مدہم کی بھی مگر کبھی بھی میدے کی روٹی تناول نہیں فرمائی۔ جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کی زیارت کی یعنی راوی کا خیال ہے کہ یمن نامی بستی میں تشریف لے گئے تو آپ کی خدمت میں تازہ تازہ پتی ہوئی بجر یک چپتیاں پیش کی گئیں، جنہیں دیکھ کر آپ رو پڑے اور فرمایا: ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ روٹی اپنی آنکھ سے کبھی نہیں دیکھی (چہ جائیکہ کھاتے)۔^(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ روٹی یعنی چپتی نہیں دیکھی کیونکہ یہ روٹی خالص اور موٹے آنے سے نہیں بنتی بلکہ اکثر میدے کی ہی پکائی جاتی ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ موٹی روٹی وہ بھی اکثر جو کی اور بے چھنے آنے کی تناول فرماتے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت سل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا: کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدے کی روٹی تناول فرمائی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال تک میدے کی روٹی کو دیکھا تک نہیں۔ پھر پوچھا گیا: کیا حضور کے عہد مبارک میں چھلنیاں تھیں؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو پوچھا گیا: پھر آپ جو کے آنے کو کس طرح صاف کرتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا: ہم اس کو پھونک مارتے، تنگے وغیرہ اڑ جاتے، پھر ہم اس آنے کو گوندھ لیتے تھے۔^(۲)

بنت اسحاق مدنی عطار یہ
(بی ایڈ، ایم اے اسلامیات)
بجٹ انسٹیٹیوٹ اسلام آباد

معلوم ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی میدے کی روٹی تناول فرمائی نہ چھنے ہوئے آنے کی روٹی کھائی، بلکہ ایک روایت میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آنا چھان کر روٹی بنائی تو آپ نے استفادہ فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: ہم تو اسی طرح آنا چھان کر روٹی پکاتے تھے، ہذا میں نے چہا کہ آپ کے لیے بھی آنا چھان کر روٹی پکاؤں۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا: (ہمارے لئے) بغیر چھنے آنے کی روٹی پکایا کریں۔^(۳)

معلوم ہوا حضور کی طبیعت سادہ تھی اور آپ کھانے پینے میں بھی سادگی کو ہی پسند فرماتے تھے، مگر افسوس آج کل لوگوں نے کھانے پینے کی چیزوں کی طرف متوجہ رہنا اپنا شیوہ بنالیا ہے۔ یاد رکھئے! طبیعت نگاہ سے بھی بے چھنے آنے کی روٹی زود ختم ہوتی ہے اور میدے کی روٹی مدہم پر عمل اور گرانی پیدا کرتی ہے کیونکہ میدہ قابض، ثقیل اور دیر سے ہضم ہوتا ہے، میدہ کھانے والے اسٹروجن اور بد ہضمی وغیرہ کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، بو اسیر اور قبض کی شکایت اکثر رہتی ہے۔ جو کی روٹی کے فوائد: جو میں جسمانی قوت کا بیش بہا خزانہ پوشیدہ ہے قدیم زمانے سے ہی اس کا استعمال بطور علاج اور قوت بخش غذا کے طور پر ہوتا ہے۔ جو میں جسم کو توانائی دینے والے اجزاء بکثرت پائے جاتے ہیں اس میں 80٪ نشاستہ،

لحمیات، فاسفورس کی بڑی مقدار ہوتی ہے جو کہ بلڈ پریشر میں مفید ہے، حدت کو کم کرنے کا ذریعہ ہے پیاس بجھاتا ہے، جوڑوں کے درد میں فائدہ مند ہے، چونکہ جو ہریلے مادوں کو خارج کرتا ہے اس لیے مہاسے، چہرے کے دانوں اور اسی طرح کی دیگر جلدی بیماریاں کو دور کرتا ہے۔ یہ ہماری جسمانی صحت کے لیے ٹانک کا درجہ رکھتا ہے، لہذا ہمیں اسے اپنی روزمرہ کی غذا میں شامل رکھنا چاہیے تاکہ صحت مند رہیں۔

گندم: گندم کی فصل پوری دنیا میں اگائی جاتی ہے اور غذا کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے، گندم کا آٹا ہم روزانہ استعمال کرتی ہیں مگر اس کی افادیت سے مکمل طور پر شاید آگاہ نہیں، حالانکہ گندم کے ذریعے قوت مدافعت میں اضافے کے علاوہ کئی بیماریوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ گندم کی تاثیر گرم ہوتی ہے، اس میں وٹامن، پروٹین، چکنائی، تانبا اور فاسفورس جیسے قیمتی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ دل کے مریض، فالج جیسے جان لیوا مرض میں مبتلا افراد ان بیماریوں سے نجات کے لیے گندم کا آٹا استعمال کریں تو بہت مفید ثابت ہو گا۔ البتہ بازاری فائن آٹا خالص نہیں ہوتا کیونکہ اس میں سے میدہ، سوئی اور جو کر نکال لیا جاتا ہے، آج جو ہر طرف معدہ اور امراض قلب کے مریض نظر آتے ہیں اس کی ایک اہم وجہ یہی بازاری آٹا بھی ہے۔ کیونکہ گندم کو باریک میدہ بنا کر استعمال کرنے سے اس کے تقریباً 20 اہم اجزاء ضائع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً گندم کا چھلکا چھان کر ضائع کر دیا جاتا ہے یا جو کر بنا کر نکال لیا جاتا ہے، حالانکہ یہ بلڈ پریشر، دل اور معدے کے امراض میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے، نیز قبض کا بہترین علاج بھی ہے۔ گندم کے چھان بورے سے روٹی بنا کر کھائیں تو ان شاء اللہ چند دنوں میں ہی قبض کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ دائمی قبض بھی ختم ہو جائے گی۔

ہمارے ہاں آج کل سفید آٹے کی روٹی مروج ہے اور اس کو ترجیح دینے کی وجہ بھی یہی بتائی جاتی ہے کہ یہ سفید رنگ کی

ہوتی ہے جبکہ گندم کے آٹے کی روٹی تھوڑی براؤن ہوتی ہے پھر اس کے ساتھ ساتھ ڈبل روٹی، نان، کچلے اور بیکری کے اجزاء کا کثیر استعمال رہی سہی کسر بھی پوری کر دیتا ہے، ان اشیاء کے استعمال سے معدہ پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ خصوصاً 40 سال اور اس سے زائد عمر کے لوگوں کے معدے ڈسٹرپ رہتے ہیں، کھانا ہضم نہیں ہوتا، پھر کھانا ہضم کرنے کے لیے مختلف دواؤں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

گندم کی روٹی کے فوائد: خالص گندم کی روٹی جسم کو مضبوط بناتی ہے، خون اور گوشت پیدا کرتی ہے۔ دماغ اور آنکھوں کو طاقت دیتی ہے۔ مگر کئی یا جلی ہوئی روٹی صحت کیلئے مضر ہیں۔ اطباء کہتے ہیں کہ گندم کے آٹے سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے اور اس کو مزید طاقتور بنانے کے لیے جب بھی آٹا پوٹائیں اس میں جو، مکئی، کالے چنے، باجرہ اور اسی کو شامل کر لیں تو یہ بہت مفید رہے گا بلکہ اس طرح کا آٹا مسلسل استعمال کرتے رہنے سے بیماریوں سے حفاظت رہے گی، آپ کے لیے طاقت کا ذریعہ ثابت ہو گا اور قوت مدافعت میں بھی اضافہ ہو گا، نیز وزن بڑھنے کے بجائے کم ہو گا۔ شوگر، بلڈ پریشر اور معدہ کے امراض سے نجات حاصل ہو گی ان شاء اللہ۔ خیال رہے کہ 15 کلو گرام گندم میں 5 کلو جو، 1 کلو کالے چنے، 1 کلو باجرہ۔ 1 کلو مکئی اور 1 کلو اسی کے بیج شامل کر سکتی ہیں، البتہ! اس کی مقدار میں اپنے مزاج کے مطابق کمی بیشی بھی کی جاسکتی ہے۔

آٹا گوندھنے کا طریقہ: حسب ضرورت گندم کا آٹا لیں مثلاً دو کپ آٹے میں آدھا چائے کا چمچ نمک اور دو چمچ کوکنگ آئل ڈال کر پہلے ہاتھ سے اچھی طرح ملا لیں، پھر نیم گرم پانی سے آٹا گوندھیں۔ (بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے نمک شامل نہ کیا جائے) آٹا بہت سخت گوندھیں نہ بہت نرم۔ تقریباً ایک کپ یا کچھ زائد پانی دو کپ آٹے میں استعمال ہو گا، بتدریج تھوڑا تھوڑا پانی ڈالیں اور گوندھیں، پھر ہلکا سا آئل ہاتھ پر لگا کر آٹے پر لگائیں اور 10 منٹ کے لیے ڈھک کر رکھ دیں۔ 10

منٹ کے بعد تھوڑا سا مزید آنے کو ہاتھوں کی مدد سے گوندھیں جب اس کیفیت میں آجائے کہ نہ بہت سخت اور نہ بہت نرم تو اب آنا تیار ہے۔

آنا دیر تک محفوظ رکھنے کا طریقہ: بھرتویہ ہے کہ ہر کھانے کے وقت پر تازہ آنا گوندھ کر روٹی بنائی جائے کہ صحت کے لیے مفید ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اکثر دو تین وقت کا آنا کھا گوندھ کر فریج میں رکھ دیا جاتا ہے اور بعض اوقات تو ڈھک کر بھی نہیں رکھا جاتا۔ آنے میں چونکہ جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے لہذا فریج میں رکھی گئی مختلف چیزوں کی وجہ سے اس میں جراثیم وغیرہ شامل ہونے کا اندیشہ ہے جو صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔ بہر حال ابھی کبھار واقعی آنا ضرورت کے تحت بھی زیادہ گوندھا جاتا ہے مثلاً رمضان المبارک میں سحری کے لیے کہ اگر آنکھ دیر سے کھلے تب آزمائش نہ ہو لیکن پہلے سے گوندھا ہو آنا خشک اور کالا ہو جاتا ہے تو اس کے لیے یہ ہے کہ آنا گوندھنے کے بعد اس پر ہلکا سا آئل کا تھچہ پھیر دیں پھر کسی نم پیزے سے اس کو ڈھک کر فریج میں رکھ دیں۔ اس طرح امید ہے کہ آنا خشک بھی نہیں ہو گا اور روٹی بھی نرم ملائم اور مزیدار بنے گی۔

روٹی پکانے کا طریقہ: آنا گوندھنے کے بعد 10 سے 15 منٹ کے لیے رکھ دیں، پھر تو اچولے پر رکھیں، اب تھوڑا سا آنا لے کر چڑا یعنی رول (Roll) بنائیں۔ خشک آنا (Dry flour) کم سے کم لگائیں ورنہ روٹی سخت ہو جائے گی، چڑے کو خشک آنا دونوں سائیڈ پر لگا کر ہلکا سا جھاڑ لیں اور اس کی shape کو انگلیوں کی مدد سے چپٹا کر لیں، اب بیلن کی مدد سے گول کریں یعنی بیلن کو نرمی سے گھماتے جائیں، بیٹے وقت پریش یعنی دباؤ بالکل نہ ڈالیں تاکہ ہر طرف سے روٹی برابر موٹی یا پتل ہو بیلن کو روٹی کے تمام اطراف میں یکساں گھمائیں جب روٹی مطلوبہ سائز کی تیار ہو جائے تو اسے توبے پر ڈالنے سے پہلے خشک آنا لگا ہو تو ہلکا سا جھاڑ لیں، چونکہ اسے تیز آنچ پر تو اسخ طریقہ سے

گرم ہو جائے تو اس پر روٹی آہستگی سے ڈالیں تاکہ اس کی گولائی میں فرق نہ آئے۔ روٹی تو بے پردا ڈالنے کے بعد بہتر سر تپہ پٹنے میں جلدی کریں، پھر تھوڑی دیر کے بعد جب اس پر ہلکے ہلکے نشانات ظاہر ہوں پھر پٹائیں۔ دونوں طرف سے برابر پکنے دیں، اب پیزے کی مدد سے ہلکا ہلکا دبائیں جہاں سے پھول رہی ہو وہاں سے دبائیں تاکہ اسے دوسری جگہ سے پھولنے کا موقع ملے۔ کنارے بھی دبائیں اس طرح کنارے کچے نہیں رہیں گے۔ شروع میں تیز آنچ پر تو گرم کریں بعد میں آج دیر مینی رکھیں پیزے کی مدد سے دبا کر بھی روٹی پکائی جاتی ہے، اس کے علاوہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ چھنے وغیرہ کی مدد سے روٹی ڈائریکٹ آٹ پر بھی پکائی جاتی ہے۔ اس کے لیے آٹ کا شعلہ (Flame) تیز ہونا چاہیے تاکہ روٹی پھول جائے، جب دونوں اطراف سے برابر پک جائے تو روٹی تیار ہے۔

بیٹے کے بغیر ہاتھوں کی مدد سے بھی روٹی بنائی جاتی ہے، یعنی پیزے کو دونوں ہتھیلیوں سے چھپ کر روٹی تیار کی جاسکتی ہے مگر اس کے لیے کچھ پریکٹس کی ضرورت ہے۔

روٹی دیر تک محفوظ رکھنے کا طریقہ: بعض اوقات روٹی پکانے کے بعد کسی معرفیت کے باعث کھانا کھانے میں دیر ہو جائے تو سخت ہو جاتی ہے اور کھانے میں دشواری ہوتی ہے لہذا * روٹی گرم رکھنے کی بہت اچھی وائی کے Hotpot استعمال کریں گی تو روٹی نرم اور گرم رہے گی۔ * اسی طرح یہ طریقہ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے کہ ارد کا ایک چھونٹا کڑا لے کر چھکے سمیت یا چھلکا اتار کر کسی بھی طرح روٹی پیسنے والے پیزے کی اوپر کی یا نیچے کی کسی تہہ میں رکھ دیا جائے تو اس سے بھی روٹی تازہ رہے گی ورنہ سخت نہیں ہوگی۔ * نیز آنے کا پیزہ اباتے وقت یا روٹی بیٹے وقت خشک آنے کا استعمال کم سے کم کریں تو روٹی پکنے کے بعد بھی دیر تک نرم رہے گی۔

①: ابن ماجہ، 43/4، حدیث: 3338، بخاری، 3/532، حدیث: 5413

②: ابن ماجہ، 42/4، حدیث: 3336

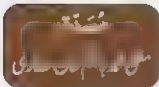
شرعی رہنمائی

مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی (دارالافتاء اہل سنت لاہور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اِنَّ الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ لَمِنْ اَشْرَفِیْنَ
اولاً یہ ذہن نشین فرمائیے کہ عورت کا عورتوں کی محفل میں نعت پڑھنا بے شک جائز، کارِ ثواب اور بہت ساری برکتیں پانے کا باعث ہے، لیکن کوئی بھی ثواب کا کام بھی ثواب کا ذریعہ بنتا ہے جبکہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے کیا جائے اور اگر شریعت کے کسی امر کی خلاف ورزی لازم آئے تو پھر بسا اوقات ثواب کجا، استحقاقی گناہ و عذاب ہوتا ہے مثلاً کوئی لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے تو گناہ گار ہو گا کہ اس نے شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نماز پڑھی ہے۔ لہذا عورتوں کا میلاد کی محفل منعقد کرنا بھی بے شک جائز و موجب اجر و ثواب ہے، لیکن اس میں اس بات کا لحاظ رکھنا ضرور لازم ہے کہ عورت کی آواز نا محرموں تک نہ جائے، اگر عورت کی آواز اتنی بلند ہو کہ غیر محرموں کو اس کی آواز پہنچے گی، تو اس کا اتنی بلند آواز سے نعت پڑھنا ناجائز و گناہ ہو گا، خواہ وہ مائیک پر پڑھ رہی ہو یا نہیں یونہی خواہ گھر میں کسی کمرے میں ہو یا کسی اور جگہ کیونکہ عورت کی خوش الحانی اجنبی سننے، محلِ فتنہ ہے اور اسی وجہ سے ناجائز ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



(۱) ریکارڈڈ آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب ہو گا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شخص نے اپنے وائس ایپ اسٹیش پر ریکارڈڈ آیت سجدہ لگا رکھی ہو تو اس کا اسٹیش سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ اِنَّ الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ لَمِنْ اَشْرَفِیْنَ
صورتِ مسئلہ میں آیت سجدہ پر مشتمل ریکارڈڈ وائس ایپ اسٹیش سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہو گا کیونکہ علماء کرام نے اسے صدائے بازگشت (وہ آواز جو کسی بند یا خالی جگہ لگانے سے دیوار، پہاڑ یا گنبد وغیرہ سے ٹکرا کر واپس آئے، اس) کی طرح سماعِ معاد (پلٹ کر آنے والی آواز کا سنا) قرار دیا ہے اور سماعِ معاد میں سجدہ تلاوت لازم نہیں ہوتا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبہ

ابوالحسن مفتی محمد ہاشم خان عطاری

(2) عورتوں کا مائیک پر نعت پڑھنا بیجا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا عورتوں کی محفل میں مائیک پر نعت پڑھنا کیسا جبکہ یہ بات یقینی ہو کہ اس کی آواز باہر کئی غیر محرم افراد تک جا رہی ہے؟ تو عورتیں اتنی بلند آواز سے نعت خوانی کر سکتی ہیں یا نہیں؟

ختنہ

ختنہ کا آغاز اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوا۔^(۱) مگر یہ شعار اسلام بھی ہے کہ مسلم و غیر مسلم میں اس سے امتیاز ہوتا ہے، جیسا کہ امام بدر محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: ختنہ کرنا مکہ شریف کی طرح شعائر اسلام میں سے ہے، اس سے مسلمان اور کافر میں باہم امتیاز ہوتا ہے۔^(۲) اسی لیے عرف عام میں اس کو مسلمانی بھی کہتے ہیں۔^(۳) بلکہ بعض مقامات پر تو اس رسم کی ادائیگی کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔^(۴) اگرچہ ختنہ کا تذکرہ صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور نہیں لیکن احادیث مبارکہ میں آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بیان فرمایا ہے، چنانچہ آپ نے جن 5 چیزوں کو فطرت میں شامل فرمایا، ان میں سے ایک ختنہ بھی ہے۔^(۵)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: چودہ انبیائے کرام ختنہ شدہ پیدا ہوئے، حضرت آدم، شیث، نوح، صالح، شعیب، یوسف، موسیٰ، زکریا، سلیمان، عیسیٰ، حنظلہ ابن صفوان جو اصحابِ رسل کے نبی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔^(۶)

ختنہ کرنے کے لئے عموماً حجام عملِ جراحی انجام دیتا ہے، مگر آج کل بعض لوگ ڈاکٹروں سے بھی ختنہ کراتے ہیں جو کھال کو سن کر کے عملِ جراحی کے ذریعے یا پھر جدید تحقیق کے مطابق رنگ چڑھا کر ختنہ کرتے ہیں۔

ختنہ کی عمر: ختنہ کے لئے بچے کی عمر کا تعین کوئی نہیں، یہ بچے کے حال پر ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے: امام ابو

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، امام شمس الانعمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب بچہ اس کو برداشت کر سکے، وہی اس کا وقت ہے، یہاں تک کہ بالغ ہو یعنی بلوغت سے پہلے ختنہ ہو جائے۔^(۷) نیز دستور العلماء میں ہے کہ صحیح وہی ہے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ختنہ کا کوئی وقت مقرر نہیں، ہاں بچے کے حال کو دیکھا جائے، اگر وہ اس کی طاقت رکھتا ہے تو تاخیر نہ ہو، البتہ! اگر کمزور ہو تو مؤخر کیا جائے یہاں تک کہ طاقتور ہو جائے۔^(۸) جبکہ ہمارے شریعت میں ہے: ختنہ کی مدت 7 سال سے 12 سال کی عمر تک ہے اور بعض علما نے یہ فرمایا کہ ولادت سے ساتویں دن کے بعد ختنہ کرنا جائز ہے۔ نیز اگر کوئی بچہ پہلے سے ہی ختنہ شدہ پیدا ہوا تو اب ختنہ کی حاجت نہیں۔^(۹) لیکن اگر کوئی شخص یا نابالغ مسلمان ہو یا کسی بھی وجہ سے اس کا ختنہ چھوٹی عمر میں نہ ہوا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر وہ خود ختنہ کر سکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کر لے یا کوئی عورت جو اس کام کو کر سکتی ہو ممکن ہو تو اس سے نکاح کر دیا جائے وہ ختنہ کر دے، اس کے بعد چاہے تو اسے چھوڑ دے۔ اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہو سکیں تو حجام ختنہ کر دے کہ ایسی ضرورت کے لئے ستر دیکھنا مکہ نامع نہیں۔ بوقت ضرورت بقدر ضرورت طبیب جائے مرض (خواہ وہ جائے پردہ ہو) کو دیکھ سکتا ہے اور قدر ضرورت محض اندازے سے ہوگی۔ اسی طرح دایہ اور ختنہ کرنے والے کا معاملہ ہے۔^(۱۰)

ختنہ قبل بلوغ ضروری ہے، لیکن تجربہ شاہد ہے کہ جتنا کم



عمری میں ختنہ ہو گا اتنا ہی بچے کے لئے فائدہ ہو گا، بلکہ بہت سے بچے پیدا انہی طور پر کمزور اور بیمار ہوتے ہیں، ختنہ کراتے ہی ان کی کمزوری اور بیماری دور ہو جاتی ہے، لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر بچے کے پید ہوتے ہی اس کا ختنہ کر دیا جائے بلکہ اس کے متعلق اطباء اور ڈاکٹروں سے مشورہ ضروری ہے، اسی لئے ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ختنہ کی کوئی مدت مقرر نہیں فرمائی۔⁽¹¹⁾

ختنہ میں حکمت: اس میں طبی اعتبار سے کئی فوائد ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں سے بھی حفاظت رہتی ہے۔

ختنہ سے متعلق عوام میں پائی جانے والی باتیں:

♦ ختنہ کے موقع پر اپنی خوشی سے بچے یا اس کے والدین کے لئے کپڑے، مٹھائی یا اور کوئی ہدیہ تحفہ بھیجنا۔ ♦ اس موقع پر لوگوں میں مٹھائی یا غنایا کھانا کھانا۔ یہ دونوں باتیں جائز ہیں۔
♦ البتہ اس موقع پر بچے کے والد کا اپنی بہنوں بہنوئی و دیگر اہل قرابت کو کپڑوں کے جوڑے دینا، ادھر بچے کے نانہا ماموں کی طرف سے نقدی، روپیہ کپڑوں کے جوڑے لانا ضروری و لازم ہونا یہ درست نہیں۔ ♦ نیز یہ سمجھنا بھی جائز نہیں کہ جس کا ختنہ نہ ہوا وہ مسلمان نہیں ہوا۔ ♦ بعض بچوں میں پیدا انہی ختنہ کی کھال نہیں ہوتی، پھر بھی اس کے ختنہ کی رسم کی ادائیگی کے لیے رشتے دار جمع ہوتے ہیں اور ختنہ کے قائم مقام پان کی گھوری کاٹی جاتی ہے۔ یہ ایک لغو حرکت ہے جس کا کچھ فائدہ نہیں۔⁽¹²⁾ ♦ جن کا ختنہ نہ ہوا ہو بعض لوگ انہیں ناپاک سمجھتے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ختنہ نہ ہو یہ شادی نہیں کر سکتا یا اس کا ذبیحہ حلال نہیں یہ تمام باتیں درست نہیں بلکہ جہالت ہیں۔ ♦ بعض قوموں میں یہ رسم پائی جاتی ہے کہ عورتیں ختنہ کی کھال اور میٹھے چاول لے کر گانا گاتے ہوئے تالاب جاتی ہیں اور کئی ہوئی کھال کو اس میں دفن کرتی ہیں اور سب عورتیں اس تالاب میں خوش ہو کر نہاتی اور کھیتی ہیں، خوب طوفان بد تمیزی برپا ہوتا ہے، تالاب سے نکلنے کے بعد وہ

میٹھے چاول ان میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں جو وہ کھاتی بھی ہیں اور ایک دوسرے کے گال پر بھی لگاتی ہیں۔ یقیناً یہ ایک شرمناک اور غیر شرعی رسم ہے، اس سے تو بہ کرنی چاہیے۔⁽¹³⁾
♦ ختنہ سے پہلی رات جگ راتا ہوتا ہے، جسے خدا کی رات کہتے ہیں جس میں سب عورتیں جمع ہو کر رات بھر گانا گاتی ہیں اور گھر والے گلگلے⁽¹⁴⁾ پکاتے ہیں، پھر فجر کے وقت جو ان لڑکیاں اور عورتیں گاتی ہوئی مسجد کو جاتی ہیں وہاں جا کر ان گلگلوں سے طاق بھرتی ہیں، یعنی ٹھکی کا چراغ اور یہ گلگلے و کچھ پیسے طاق میں رکھ کر گاتی ہوئی واپس آتی ہیں۔ یہ رسم بعض جگہ شادی پر بھی ہوتی ہے اور یہ رسم یونی کی بعض قوموں میں زیادہ ہے مگر ختنہ کے وقت اس کا ہونا ضروری ہے۔ یہ بھی جائز نہیں۔
♦ رشتے داروں کی موجودگی میں ختنہ ہوتا ہے اور نائی ختنہ کر کے اپنی کٹوری رکھ دیتا ہے جس میں ہر شخص حسب توفیق کچھ رقم ڈالتا ہے اور پھر بچے کے والد کی طرف سے برادری کی روٹی ہوتی ہے، اہل قرابت جو نائی کی کٹوری میں پیسے روپے ڈالتے ہیں وہ نیا تو کہلاتا ہے، یہ درحقیقت بچے کے والد پر قرض کی طرح ہوتا ہے کہ جب ان لوگوں کے گھر ختنہ ہو تو یہ بھی اس کے گھر نقدی دے۔ برادری کی روٹی اور نائی کو اس قدر چندہ کر کے دینا سخت بری رسم ہے۔⁽¹⁵⁾ ♦ بچے کا خرچہ باپ کے ذمہ ہے، اس کا عقیقہ اور ختنہ باپ کرے۔ یہ پابندی لگا دینا کہ پہلے بچے کا ختنہ نانا، ماموں کریں اسلامی قاعدے کے خلاف ہے۔⁽¹⁶⁾

① مرقۃ المفاتیح، 6/ 193 مفہوم، ② عمدۃ القاری، 15/ 89، بہار شریعت، 589/3، حصہ: 16، ③ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 8/ 850، ④ بخاری، 4/ 75، حدیث: 5891، ⑤ مرقۃ المفاتیح، 6/ 147، فتاویٰ قاضی خان، 2/ 368، ⑥ دستور العلماء، 2/ 55، ⑦ بہار شریعت، 3/ 589، ⑧ فتاویٰ رضویہ، 22/ 593، ⑨ ختنہ کی تحقیق اور احکام، ص 7، بہار شریعت، 3/ 589، حصہ: 16، ⑩ اسلامی زندگی، ص 24، 25، آٹے میں شکر یا گڑ وغیرہ گھول کر تیل یا گھی میں ملا ہوا ایک شیریں پکوان۔ (اردو لغت کبیر، 16/ 152)، ⑪ اسلامی زندگی، ص 24، 25، اسلامی زندگی، ص 24، 25

سخاوت



بعض نے کہا: ریاکاری اور احسان جتلانے بغیر دینا سخاوت ہے اور بعض کے نزدیک بغیر مانگے دینا اور اسے بھی تھوڑا سمجھنا سخاوت ہے۔ کسی نے کہا سخاوت سائل کو دیکھ کر خوش ہونا اور جس قدر ممکن ہو خوشی سے اسے دینا سخاوت ہے۔ بعض کے خیال میں سخاوت یہ ہے کہ اس تصور سے مال دینا کہ مال اللہ پاک کا ہے اور بندہ بھی اسی کا ہے، لہذا اللہ پاک کا بندہ اللہ پاک کا مال بغیر فقر وفاقہ کے خوف سے دے رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ کچھ مال دینا اور کچھ روک رکھنا سخاوت، جبکہ زیادہ دینا اور تھوڑا سا بچا رکھنا جود ہے۔⁽⁶⁾

الغرض سخاوت کی جو بھی تعریف ن جائے اس میں کسی کو دینے کا مفہوم غالب ہے، چونکہ ہر انسان جب کسی کو کچھ دیتا ہے تو اس کی کیفیت مختلف ہوتی ہے، اس لئے اس کی ہر کیفیت کو ماہے کرام نے ایک الگ نام سے تعبیر کیا، جیسا کہ نض عیاض مالکی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **مَنْهُوْلَةُ الْوَقْفِ** یعنی آسانی کے ساتھ خرچ کرنا سخاوت۔ **الْتَجَانُفِ عَمَلِيَّةٌ شَجَعَةُ الْمَرْبِعَةِ** عزیز و بیطن نفس اپنے حق کو دوسرے کے پاس خوش دلی کے ساتھ رہنے دینا ساحت۔ **تَجَنُّبُ الْخِسَابِ مَالِيَّةٌ** اور جو چیز ناپسندیدہ ہو اس سے بچنا جود ہے۔ (خرچ نہ کرنا پسندیدہ عمل ہے،

مگر دلی رغبت و شوق سے خرچ کرنا جود ہے) اور **الْوَقْفُ بِلِطْنِ نَفْسٍ فَيُنَافِظُ حَظْرَهُ وَتَفَقُّهُ** یعنی اجر و ثواب اور دنیوی و اخروی نفع کیسے خوش دلی کے ساتھ خرچ کرنا کرم کہلاتا ہے۔⁽⁷⁾ ایثار بھی سخاوت ہی کی ایک صورت ہے۔ جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دنیاوی امور میں ایثار کرنا سخاوت ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: **وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانُوا بِهِمْ حَصَاصَةً** (پ 28، المشر 9) ترجمہ کمز الایمان: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید عنتی ہو۔⁽⁸⁾

امام غزالی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے ہر کو اس حکمت اور مقصد کے لئے پیدا فرمایا کہ اس سے مخلوق کی

اللہ پاک کو خوش اور راضی کرنے والے کاموں میں سے ایک بہت ہی پیارا کام سخاوت ہے، جس سے مراد فیاضی و بخشش ہے۔ سخی یعنی سخاوت کرنے والے کو دریا دل اور فراخ دل بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ سخاوت کا ایک معنی جود و کرم بھی ہے۔ اسی وجہ سے سخی انسان کو جواد اور کریم بھی کہا جاتا ہے۔ البتہ! یہاں یہ یاد رہے کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سخی وہ ہے جو اپنے مال سے خود بھی کھائے اور دل کو بھی کھلائے۔ جواد وہ ہے جو خود نہ کھائے اور دل کو کھلائے اسی لئے رب تعالیٰ کو سخی نہیں کہہ سکتے جواد کہتے ہیں۔⁽¹⁾

سخاوت کیا ہے؟

اسکے متعلق کئی اقوال مروی ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں: **بِضَرُورَتِ كَيْ وَاقْتِ مَالِ خَرْجِ كَرْنَا اَوْ بِقَدْرِ اسْتِطَاعَتِ** مستحقین تک پہنچانا۔⁽²⁾

بعض کسی کے کچھ مانگنے سے پہلے اس کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنا اور اگر کوئی کچھ مانگ لے تو خوش دلی سے اسے عطا کرنا بلکہ مزید بھی شفقت و مہربانی کا سلوک کرنا۔⁽³⁾

بعض تنگ دستی اور خوش حالی دونوں حالتوں میں خرچ کرنا۔⁽⁴⁾ **بِضَرُورَتِ جُودِ كَيْ مَعْنٰی** میں ہے اور اس سے مراد جمع شدہ مال کو بغیر عوض کے خرچ کرنا ہے۔⁽⁵⁾

ضروریات پوری ہوں۔ اب جس کو مال ملے تو یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ اسے مخلوق کی ضروریات میں خرچ کرنے کے بجائے وہاں خرچ کرے جہاں ضرورت نہ ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس مال کو اعتدال کے ساتھ صرف وہیں خرچ کرے جہاں حاجت ہو۔ لہذا جہاں خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنے کو بخل اور جہاں ضروری نہ ہو وہاں خرچ کرنے کو اسراف کہتے ہیں۔ جبکہ ان دونوں کا درمیانی درجہ جو دو سچا ہے۔⁽⁹⁾

سخاوت اللہ و رسول کو حد درجہ پسند ہے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: اللہ پاک جو ادھے اور جو دو سخا کو پسند کرتا ہے۔⁽¹⁰⁾ نیز یہ جنت کی ضمانت بھی ہے کہ ایک روایت میں ہے: سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے، جس کی ٹہنیاں زمین کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ جو بھی ان میں سے کسی ایک ٹہنی کو پکڑ لیتا ہے وہ اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے۔⁽¹¹⁾ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر سخی تھے، اس کے متعلق مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر سخی تھے اور سخاوت کا یہ دریا سب سے زیادہ اس وقت جوش پر ہوتا جب رمضان میں آپ سے جبرائیل امین ملاقات کیلئے حاضر ہوتے۔⁽¹²⁾ یہی نہیں بلکہ ہمارے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے سخی تھے کہ کبھی کسی سائل کو جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا۔⁽¹³⁾ حضور نے یہی تربیت صحابہ و صحابیات کی بھی فرمائی، جیسا کہ حضرت اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: صدقات و خیرات نہ روکو ورنہ تم سے (رزق) روک لیا جائے گا۔⁽¹⁴⁾ اور ایک روایت میں ہے کہ مال باقی رکھنے کے لیے شمار نہ کرو ورنہ اللہ پاک تم پر شاکر کرے گا۔⁽¹⁵⁾ اسی تربیت کا اثر تھا کہ آپ ﷺ بھی مال جمع کر کے نہ رکھتیں، بلکہ اگر کہیں سے کچھ ہاتھ میں آتا تو فوراً راہِ خدا میں خرچ کر دیتیں، چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے ایک لونڈی فروخت کی اور ابھی اس کی قیمت گود میں لے کر بیٹھی تھیں کہ

آپ کے خاوند حضرت زبیر نے اپنی کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ان سے وہ رقم مانگ لی تو آپ نے عرض کی: میں تو یہ سب صدقہ کرنے کی نیت کر چکی ہوں۔⁽¹⁶⁾

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہا جہاں خود سخاوت فرمایا کرتیں، وہیں اپنے گھر کی دیگر عورتوں کو بھی نصیحت کیا کرتیں کہ اللہ پاک کے راستے میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں ضرورت سے زیادہ ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو کہ اگر ضرورت سے زیادتی کا انتظار کرنی رہو گی تو کوئی چیز ضرورت سے زیادہ نہ پاؤ گی (کہ ضرورت تو بڑھتی رہتی ہے) اور اگر صدقہ کرتی رہو گی تو نقصان میں نہ رہو گی۔⁽¹⁷⁾

پیارے اسلامی بہنو! شیطان کبھی نہ چاہے گا کہ ہم سخاوت کی عادت اپنائیں کیونکہ سخی اللہ سے قریب لوگوں سے قریب جنت سے قریب اور جہنم سے دور ہے اور ہمارا دشمن نہیں چاہتا کہ ہم ان اچھائیوں کے قریب ہوں بلکہ وہ ہمیں بخل پر اکساتا ہے کیونکہ بخل اللہ سے دور ہے لوگوں سے دور ہے جنت سے دور ہے اور جہنم سے قریب ہے، اس لئے وہ چاہتا ہے ہم بخل کر کے جہنم سے قریب ہو جائیں۔⁽¹⁸⁾ چنانچہ ہمیں چاہیے کہ شیطان کے ارادوں کو ناکام بنائیں اور اچھی اچھی نیتوں سے بخل سے بچتے ہوئے راہِ خدا میں خرچ کی عادت اپنائیں تاکہ ہمارا شمار بھی شیعوں میں ہو اور بخل سے بچتے ہوئے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی برکت سے ہم بھی جنت کی حق دار بن جائیں۔

۱۔ سرائۃ المناجیح، 1/221، ادب الدین والدین، ص 297، احیاء العلوم مترجم، 3/739، حلیۃ الاولیاء، 2/45، رقم: 1427، سنن ابی یوسف، 10/457، دار المعرفۃ، احیاء العلوم مترجم، 3/779، الشفا بتریف حقوق المسلمین، 1/111، سرائۃ المناجیح، 6/75، احیاء العلوم مترجم، 3/779، ترمذی، 4/365، حدیث: 6808، شعب الایمان، 7/434، حدیث: 10875، بخاری، 9/1، حدیث: 6، الشفا بتریف حقوق المسلمین، 1/111، بخاری، 1/483، حدیث: 1433، بخاری، 1/483، حدیث: 1434، مسلم، ص 925، حدیث: 2182، طبقات کبری، 8/198، ترمذی، 3/387، حدیث: 1968، مسند



مُحَلِّ

بنت عثمان عطار یہ مدنیہ
رکن مشارکت جامعات المدینہ گراؤ

فَمَنْ يَحْلِلْ فَمَنْ يَحْلِلْ فَإِنَّمَا يَحْلِلُ عَنْ نَفْسِهِ (پہ 26، ص 38) ترجمہ کنز العرفان: ہاں ہاں یہ تم ہو جو بلائے جاتے ہو تاکہ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو تم میں کوئی محلل کرنا ہے اور جو محلل کرے وہ اپنی ہی جان سے محلل کرتا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر صراط الہیمان میں ہے: تم لوگوں کو اللہ پاک کی راہ میں وہاں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے جہاں خرچ کرنا تم پر ضروری ہے تو تم میں کوئی صدقہ دینے اور فرض ادا کرنے میں محلل کرتا ہے اور جو محلل کرے وہ اپنی ہی جان سے محلل کرتا ہے کیونکہ وہ خرچ کرنے کے ثواب سے محروم ہو جائے گا اور محلل کرنے کا نقصان اٹھائے گا، اللہ پاک تمہارے صدقات اور طاعات سے بالکل بے نیاز ہے اور تم سب اس کے فضل و رحمت کے محتاج ہو تو وہ تمہیں جو بھی حکم دیتا ہے تمہارے فائدے کے لئے ہی دیتا ہے، اگر تم اس پر عمل کرو گے تو نفع اٹھاؤ گے اور نہیں کرو گے تو نقصان بھی تم کو ہی ہو گا اور یاد رکھو! اگر تم اللہ پاک اور اس کے رسول صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے منہ پھیرو گے تو وہ تم کو ہلاک کر دے گا اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نافرمان نہ ہوں گے بلکہ انتہائی اطاعت گزار اور فرماں بردار ہوں گے۔⁽⁵⁾

احادیث مبارکہ میں محلل کی مذمت: محلل کی نحوست پر چند احادیث کریمہ پیش خدمت ہیں:

- ❶ کوئی بخیل جنت میں نہیں جائے گا۔⁽⁶⁾
- ❷ مومن میں دو عاداتیں جمع نہیں ہو سکتیں: محلل اور بد اخلاقی۔⁽⁷⁾

اللہ پاک کو ناراض کرنے، اس کی رحمت کو دور کرنے اور اس کے غضب کو دعوت دینے والے کاموں میں سے ایک بہت ہی برا کام محلل (یعنی بخیل) بھی ہے، محلل کے انتہائی مذموم ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ہمارے پیارے نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر محلل سے اللہ پاک کی پناہ مانگا کرتے تھے۔⁽¹⁾

محلل کسے کہتے ہیں؟ محلل یہ ہے کہ جہاں شرعاً یا عرف و عادت کے اعتبار سے خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا۔ زکوٰۃ، صدقہ، فطر وغیرہ میں خرچ کرنا شرعاً واجب ہے اور دوست احباب، عزیز رشتہ داروں پر خرچ کرنا عرف و عادت کے اعتبار سے واجب ہے۔⁽²⁾ محلل کی مثالیں: زکوٰۃ فرض ہونے کے باوجود نہ دینا، فطرہ واجب ہونے کے باوجود ادا نہ کرنا، مہمان کی مہمان نوازی میں بلاوجہ تنگی کرنا وغیرہ۔⁽³⁾ محلل کا حکم یہ ناجائز ہے۔

قرآن کریم میں محلل کی مذمت: قرآن کریم میں ہے:

وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ (پہ 180) ترجمہ کنز العرفان: اور جو لوگ اس چیز میں محلل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے وہ ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ محلل ان کیلئے برا ہے۔

اس آیت میں راہ خدا میں مال خرچ نہ کرنے کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔ اگر کوئی زکوٰۃ ادا کرنے میں محلل کرتا ہے تو وہ بھی اس میں داخل ہے۔⁽⁴⁾ جبکہ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے: هَاتُمُوهَا ذَرَاهُ عَنَ لِنَفْسِكُمْ إِنِّي سَابِغْتُ اللّٰهُ فَمِثْلُكُمْ

۱ آدمی کی دو عاتیں بری ہیں بخیلی جو رلانے والی ہے، بزدلی جو ذلیل کرنے والی ہے۔⁽⁸⁾

۲ مالدار بخیل کی وجہ سے بلا حساب جہنم میں داخل ہوں گے۔⁽⁹⁾
۳ بخیل سے بچو کہ بخیل نے اگلوں کو ہلاک کیا، اسی بخیل نے انھیں خون بہانے اور حرام کو حلال ٹھہرانے پر آمادہ کیا۔⁽¹⁰⁾

بخیل کے دنیوی نقصانات: ۱ بخیل کی وجہ سے انسان کو اپنی جان یا مال وغیرہ میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ۲ بخیل انسان کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ اس کی گھر میں عزت ہوتی ہے نہ باہر۔ حضرت بشر رحمہ اللہ نے فرمایا: بخیل کو دیکھن دل کو سخت کرتا ہے اور بخیل سے ملنا مومنوں کے دلوں پر شاق ہوتا ہے۔⁽¹¹⁾

۳ بخیل کی وجہ سے لڑائی جھگڑے جنم لیتے ہیں۔ ۴ بخیل شخص سے لوگ بغض رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ رہنا یا اس کو اپنے ساتھ رکھنا پسند نہیں کرتے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بخیلی لوگ چاہے فاجر ہوں ان کے لئے دلوں میں محبت ہی ہوتی ہے اور بخیل چاہے کتنے ہی بھلے کیوں نہ ہوں دلوں میں ان کے لئے نفرت ہی پائی جاتی ہے۔⁽¹²⁾ ۵ بخیل کرنے والا رشتوں کے سائے سے محروم رہ جاتا ہے۔ ۶ بخیل کی وجہ سے بندہ زکوٰۃ، فطرہ اور صدقات ادا کرنے سے بھی قاصر رہتا ہے۔ ۷ بخیل سے شیطان خوش ہوتا اور اس کو مزید برائیوں میں دھکیل کر اس کی آخرت کے ساتھ ساتھ اس کی دنیا برباد کر دیتا ہے۔

بخیل کے چند دینی نقصانات: تفسیر صراط الجنان کی روشنی میں بخیل کے چند دینی نقصانات ملاحظہ ہوں:

۱ بخیل کرنے والا کبھی کامل مومن نہیں بن سکتا بلکہ کبھی بخیل ایمان سے بھی روک دیتا ہے اور انسان کو کفر کی طرف لے جاتا ہے، جیسے قارون کو اس کے بخیل نے کافر بنادیا۔

۲ بخیل کرنے والا گویا کہ اس درخت کی شاخ پکڑ رہا ہے جو اسے جہنم کی آگ میں داخل کر کے ہی چھوڑے گی۔

۳ بخیل کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے سے روکا جاسکتا ہے۔

۴ بخیل کرنے والا مال خرچ کرنے کے ثواب سے محروم ہو جاتا اور نہ خرچ کرنے کے دیال میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

۵ بخیل کرنے والا حرص جیسی خطرناک باطنی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے اور اس پر مال جمع کرنے کی دھن سوار ہو جاتی ہے اور اس کیلئے وہ جائز ناجائز تک کی پروا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔⁽¹³⁾

بخیل کے علاج کے طریقے: ۱ بخیل کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ اللہ کریم کا خوف اور ڈر نہ ہونا ہے، چنانچہ بخیل کو چاہیے کہ اللہ پاک کا خوف دل میں پیدا کرے کہ اگر اللہ پاک میرے اس عمل کی وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گیا تو میرا کیا بنے گا! اس طرح کرنے سے ان شاء اللہ فائدہ ہو گا۔

۲ بخیل کے دینی اور دنیوی نقصانات پر غور و فکر کرے ذکر کئے گئے بخیل کے نقصانات پر غور و فکر کرنے سے بھی بہت حد تک بخیل کی بیماری سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

۳ سخاوت کے فضائل و فوائد کے بارے میں جاننا۔ بخیل کو چاہئے کہ وہ قرآن کریم اور احادیث کریمہ میں بیان کئے گئے سخاوت کے فضائل و فوائد کا بھی مطالعہ کرے، اس سے اس کا دل نرم ہو گا، سخاوت کا جذبہ پیدا ہو گا اور بخیل کی نفرت دل میں جوش مارے گی۔

۴ مذکورہ باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں بھی چاہیے کہ بخیل سے کام نہ لیں بلکہ اگر کسی میں یہ عادت پائی جاتی ہے تو اس سے جان چھڑائے اور سخاوت کی عادت اپنائے۔ ان شاء اللہ اس کے فوائد و برکات دنیا و آخرت میں نصیب ہوں گے۔

۱ بخاری، 2/280، حدیث: 2893 ملقطاً ۲ احیاء العلوم، 3/320
۳ فرض علوم سیکھے، ص 722 تفسیر صراط الجنان، 2/104 ۴ تفسیر صراط الجنان، 9/332 ۵ معجم اوسط، 3/125، حدیث: 4066 ۶ ترمذی، 3/387، حدیث: 1969 ۷ ابوداؤد، 3/18، حدیث: 2511 ۸ مسند الطرمذی، 1/444، حدیث: 3309 ۹ مسلم، ص 1069، حدیث: 2578
۱۰ ضیاء الصدقات، ص 113 ۱۱ ضیاء الصدقات، ص 113 ۱۲ تفسیر صراط الجنان، 9/333

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 25 ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ اس ماہ موصول ہونے والے کل مضامین 93 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

مضمون بھیجے والوں کے نام: ذرا لیں: ام قبیصہ عطاریہ، بنت اسحاق، بنت جاوید، بنت محمد حسن مدنی، بنت عابد، بنت محمد عدنان، بنت منصور، بنت صادق عطاریہ، بنت رضوان عطاریہ، ام ورد عطاریہ، بنت شہزاد حسین، بنت اکرام عطاریہ، بنت ابراہیم، بنت محمد اکرم عطاریہ، ام غزالی، بنت محمود علی۔ ۱۰۰۔ بنت محمد یوسف، بنت اعجاز عطاریہ، بنت محمد اقبال، بنت رمضان، بنت شیر حسین، بنت طارق عطاریہ، بنت ایمان طاہر، بنت فیض، بنت مبارک علی، بنت محمود رضا انصاری، بنت منظور حسین، بنت منیر حسین عطاریہ، ہمیشہ سبح اللہ، بنت شیر، بنت عبد الرزاق، بنت محمد شفیق، بنت منور حسین، بنت عبد العزیز عطاریہ، بنت منیر احمد، بنت ظہور احمد۔ ۱۰۱۔ بنت شہناواز، بنت آصف جاوید، بنت شوکت۔ ۱۰۲۔ بنت شیر احمد، بنت منور حسین۔ ۱۰۳۔ بنت اشرف عطاریہ (گوجرہ)، بنت فیصل (فیصل آباد)، بنت حسن عطاریہ (ساہیوال)، بنت رفیق عطاریہ (اوکاڑہ)، بنت محمد اقبال (لاہور)، بنت امین عطاریہ (مخرب پور)، بنت دلیر (کشمیر)۔ ۱۰۴۔ بنت خواجہ امیر دین، بنت فاروق احمد۔ ۱۰۵۔ بنت ساجد علی اشرفی، بنت محمد الیس علی شاہ، بنت سید غلام نبی چشتی، بنت خواجہ اعظم۔ ۱۰۶۔ بنت افتخار عطاریہ، بنت سلیم شیخ۔ ۱۰۷۔ بنت اعجاز (رحلہام)، بنت محمد شیخ ابراہیم (بازار گھاٹ)، ام زفر اشرفیہ (مہاراشٹر)، بنت مظہر (پونہ)، بنت غلام رسول (انت ناگ)، بنت اکبر (کاشی پور)، بنت پرویز احمد خان (مرزا پور)۔ ۱۰۸۔ بنت حلیم قریشی (سجیم)، ام حسان (سڈنی)۔

شکریہ میں ظہر کے وقت چار رکعتیں ادا کیں تو یہ نماز ظہر ہو گئی۔ (2)
ظہر کے وقت عام طور پر لوگ اپنے کام کاج، کاروبار، دفاتر وغیرہ میں مصروف ہوتے ہیں اور گھریلو خواتین گھر کے کام اور کھانا بنانے میں مصروف ہوتی ہیں، ان مصروفیات کو لے کر نماز میں مستحق کارنامہ درست نہیں، بلکہ اپنے شیڈول کو اس طرح ترتیب دیں کہ نماز کا حرج نہ ہو۔ نماز ظہر کی اہمیت پر چند فرامین مصطفیٰ ملاحظہ کیجئے: (1) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، گویا اس نے تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں۔ (2) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ظہر سے پہلے

یوں تو نماز پچھلے پڑھنے کے بے شمار فضائل و برکات ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر نماز کے ہذا گانہ فضائل بھی ہیں، بے شک ہر نماز کی اپنی الگ حیثیت ہے، اسی طرح نماز ظہر بھی اپنے پڑھنے والوں کے لئے برکتوں اور فضیلتوں کی تودہ لئے ہوئے ہے۔ ظہر کا ایک مطلب ہے: ظہیرۃ (یعنی دوپہر) چونکہ یہ نماز دوپہر کے وقت پڑھی جاتی ہے، اس لئے اسے ظہر کی نماز کہا جاتا ہے۔ (1) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ پاک کے حکم کی بجا آوری کے دوران اپنے فرزند کی جان محفوظ رکھنے اور ذنب قربانی کرنے کے

چار سنتیں نہ پڑھ پاتے تو انہیں بعد میں (یعنی ظہر کے فرض پڑھنے کے بعد) پڑھ لیا کرتے تھے۔⁽⁴⁾ (3) فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، اس کیلئے جنتِ عدن میں پچاس درجے ہوں گے، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہو گا، جتنا ایک سدھایا ہوا (یعنی تربیت یافتہ) تیز رفتار، عمدہ نسل کا گھوڑا 50 سال میں طے کرتا ہے۔⁽⁵⁾ (4) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ظہر کی نماز باجماعت پڑھی، اس کے لئے اس جیسی پچیس نمازوں کا ثواب اور جنتِ الفردوس ستر درجات کی بلندی ہے۔⁽⁶⁾ ہماری اکثریت تو اہل اس لئے چھوڑ دیتی ہے کہ انہیں نہ پڑھنے پر کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن یہ محرومی ہے۔ (5) نماز ظہر کی سنتیں اور نوافل پڑھنے کی بھی کیا ہی زبردست فضیلت ہے کہ حدیثِ پاک میں فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار (یعنی دوست اور دو نفل) پر محافظت کی، اللہ پاک اس پر (جہنم) آگ حرام فرما دے گا۔⁽⁷⁾ سبحان اللہ! ہر نماز ہمارے لئے اللہ پاک کا تحفہ اور نعمت ہے جس میں ہمارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، اللہ پاک ہمیں پانچ وقت کی نمازی بنائے اور وقت پر نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ماہنامہ فیضانِ مدینہ پر ایک تجویز فائدہ بہت شہرت سے زیادہ

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی نے دین کی خدمت اور تبلیغ و اشاعت میں جس بھی شعبے میں قدم رکھا، اللہ پاک کی رحمت شامل حال رہی۔ اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم نے دعوتِ اسلامی کو وہ کامیابی عطا فرمائی جس کا نظارہ عالم پر آشکار ہے۔ دعوتِ اسلامی کی طرف سے امت کے لئے بہترین تحفہ اور علم و دین کا خزانہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: ہر چیز کا ایک راستہ ہوتا ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔ علم حاصل کرنے کا بہت ہی بہترین ذریعہ کتابوں کا مطالعہ کرنا ہے۔ انسان کا بہترین دوست کتاب ہوتی ہے بشرطیکہ وہ کس قسم کی کتاب سے دوستی کرتا ہے۔ آج کے اس پُر فتن دور میں جہاں الیکٹرونک میڈیا نے تباہی مچائی ہے، وہیں ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ پرنٹ میڈیا کے ذریعے بھی فحاشی و بے حیائی پھیلانی جارہی ہے۔ کئی ایسے ناولز پڑھنے والے لوگ ہیں جو باقاعدگی کے ساتھ ہر

ماہ ایسے ناولز اور ڈائجسٹ وغیرہ کی بنگلے کر لاتے اور انہیں پڑھتے ہیں کہ جن میں رومانی مضامین، فحش و بے حیائی، جھوٹ اور کردار کو بگاڑنے والی تحریریں ہوتی ہیں۔ الانان والحقیقہ۔ لہذا معاشرے کو ضرورت تھی اس بات کی کہ جو طبقہ علم دوست تو ہے مگر علمِ دین کی دولت سے کچھ دور ہے ان کو ایسا لٹریچر دیا جائے جو ان کو سیدھا راستہ دکھائے۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں کیا کیا ہوتا ہے؟ اس میں مفتیانِ کرام کے قرآن و حدیث پر مشتمل کالمز ہوتے ہیں۔ آپ کے ضروری مسائل کے حل کیلئے ”دارالافتاء اہل سنت“ کے فتاویٰ جات بھی ہوتے ہیں۔ بچوں کے لئے دلچسپ کہانیاں اور تاجروں کے لئے راہ نمائی حاصل کرنے کا معلوماتی کالم ”انکسار تجارت“ جبکہ خواتین کیلئے خصوصی طور پر ان کے مسائل کا حل بھی موجود ہوتا ہے۔ یہ ماہنامہ رنگین شمارہ اور سادہ شمارہ میں دستیاب ہے۔ آپ گھر بیٹھے سال بھر کی بنگلے کروا سکتے ہیں۔ یہ ماہنامہ خوبصورت کلرنگ کی وجہ سے آنکھوں کو بھاتا ہے اور اس کے مضامین پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس کی ایک اور بہترین چیز یہ ہے کہ اس میں مختلف عنوانات پر اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو لکھنے کا موقع بھی دیا جاتا ہے، پھر جس کی تحریر بہترین ہو، اسے سلیکٹ کر کے اس ماہنامہ کی زینت بنایا جاتا ہے۔ اسلامی بہنوں کی یہ تحریرات بھی مدینہ مدینہ ہوتی ہیں۔ ہماری بہنوں میں چھپی ہوئی صلاحیت و قابلیت اس پیارے پیارے ماہنامہ کے ذریعے ظاہر ہو رہی ہے۔ کہتے ہیں: ”عورت ناقصہ ہوتی ہے“ مگر سچ کہنے تو گناہ مرشد کے فیض سے ہم ناقصوں کی تحریر کے ذریعے کتنے لوگ کامل راستے پر چلیں گے، اس کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے اللہ اہم سب کو اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر اپنی صلاحیتوں کا صحیح استعمال کر کے لکھنا چاہئے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ پاک تمہارے ذریعے کسی ایک شخص کو ہدایت عطا فرمائے تو یہ تمہارے لئے اس سے اچھا ہے کہ تمہارے پاس شرحِ اوامع ہوں۔⁽⁸⁾ وہ لوگ قابلِ رشک ہیں جنہوں نے ماہنامہ فیضانِ مدینہ جاری کر دیا کیونکہ وہ اس کے ذریعے اپنے لئے صدقہ جاریہ کا کثیر ثواب اکٹھا کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔ اس ثواب کے ہم بھی حق دار بن سکتے ہیں وہ اس طرح کہ ہم اس کی دعوت کو عام کریں اور دیگر لوگوں کو اس کے پڑھنے کی ترغیب

دلائل میں خصوصاً شخصیات (شجرہ، ذاکر اور دیگر دنیاوی شعبہ جات سے منسلک افراد) تک اس کی دعوت کو پہنچائیں کیونکہ یہ شخصیات کثیر لوگوں سے وابستہ ہوتی ہیں جب ان تک اچھا لٹریچر پہنچے گا تو یہ اپنے سے وابستہ افراد کو بھی اس کے مطالعے کی ترغیب دلائیں گے، یوں نیکی کی دعوت کا دائرہ وسیع ہوتا جائے گا، علم دین پھیلنا جائے گا جس کے نتیجے میں ہا کر دار معاشرہ وجود میں آئے گا۔ ان شاء اللہ۔
لہذا عزم کر لیجئے کہ اس ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کو گھر گھر پہنچانا ہے۔
امیر اہل سنت وامت زکاء خیمہ اعلیٰ لکھتے ہیں:

ماہنامہ فیضانِ مدینہ دھوم مچائے گھر گھر
یا رب! جا کر حقیقِ نبی کے جام پلانے گھر گھر

امین بجاہ اُمّی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ سے وہ اسمائے مصطفیٰ

نہایت عزیز و عزیز (۱۰۰)

اللہ پاک کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی اسم گرامی ”محمد“ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور محمد کا معنی ہے: ”جس کی بار بار حمد کی گئی ہے“، خود اللہ پاک نے آپ کی ایسی حمد کی ہے جو کسی اور نے نہیں کی۔ اللہ پاک نے قرآن کریم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متعدد مقامات پر صفاتی ناموں سے مخاطب فرمایا ہے، جسے کسی سے محبت ہو، وہ اپنے محبوب کو اس کے اوصاف سے مخاطب کرتا ہے۔ بعض روایات میں ہے: جس طرح اللہ پاک کے صفاتی اسماء تقریباً ایک ہزار صفاتی اسماء ہیں، اب یہاں قرآن مجید سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس اسامیٰ پیش کئے جاتے ہیں: (۱) محمد: قرآن پاک میں ہے: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ^ط (پ 22، الاحزاب: 40) ترجمہ کنز الایمان: محمد تمہارے خردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ (2) احمد: عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانے کے لوگوں کو یہ بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نام ”احمد“ ہے۔ (28، ص: 6) (3) منزل: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر شریف میں لیٹے ہوئے آرام فرما رہے تھے تو اس حالت میں آپ کو ندا دی گئی۔ (4) مدثر: اس کا معنی ہے: چادر اوڑھنے والا۔ قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس

وصف سے مخاطب کیا گیا۔⁽¹⁰⁾ (5) ظہر: یہ حروف مقطعات میں سے ہے اور مفسرین نے اس حرف کے مختلف معنی بھی بیان کئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ظہر تاجدار و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم ہے۔⁽¹¹⁾ (6، 7) روف: رحیم: اللہ پاک نے قرآن کریم کے پارہ 11، سورۃ توبہ کی آیت نمبر 128 میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ان دو ناموں سے مشرف فرمایا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں بھی روف و رحیم ہیں اور آخرت میں بھی۔⁽¹²⁾ (8) یس: اس کے بارے میں مفسرین کا ایک قول یہ ہے کہ یہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو ”یسین“ اور ”ظہر“ نام رکھے کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ نام رکھنا منع ہے، کیونکہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے نام ہیں، جن کے معنی معلوم نہیں، ہو سکتا ہے ان کا کوئی ایسا معنی ہو، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہو۔ نوٹ: جن حضرات کا نام ”یسین“ ہے وہ خود کو ”علامہ یسین“ لکھیں اور بتائیں اور دوسروں کو چاہئے کہ اسے ”علامہ یسین“ کہہ کر بلا لیں۔⁽¹³⁾ (9) شاہد: قرآن کریم کے پارہ 22، سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 45 میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ”شاہد“ بھی فرمایا گیا ہے۔ شاہد کا ایک معنی ہے: حاضر و ناظر یعنی مشاہدہ فرمانے والا اور ایک معنی ہے: گواہ۔⁽¹⁴⁾ (10) مبشر: اس نام مبارک میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصف بیان کیا جا رہا ہے کہ آپ ایمانداروں کو جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں۔⁽¹⁵⁾ آخر میں اللہ پاک سے دعا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ جمیل سے ہمیں بھی مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

- ① فیضانِ نماز، ص 114 ② شرح معانی الآثار، 1/ 226، حدیث: 1014 ③ مجمع
اوسط، 4/ 386، حدیث: 6332 ④ ترمذی، 1/ 435، حدیث: 426 ⑤ شعب
الایمان، 7/ 138، حدیث: 9761 ⑥ شعب الایمان، 7/ 138، حدیث: 9761
⑦ ترمذی، 1/ 436، حدیث: 428 ⑧ مسلم، ص 1311، حدیث: 2406 ⑨ تفسیر
صراط الایمان، 10/ 410 ماخوذ ⑩ تفسیر صراط الایمان، 10/ 427 فضائل ⑪ تفسیر
صراط الایمان، 173/ 176 ⑫ تفسیر صراط الایمان، 4/ 274 ماخوذ ⑬ تفسیر صراط الایمان،
8/ 220 ماخوذ ⑭ تفسیر صراط الایمان، 8/ 56 ماخوذ ⑮ تفسیر صراط الایمان، 8/ 59 ماخوذ

بچوں میں نظر کی کمزوری



ڈاکٹر انتم ساراب عطار یہ
(سندھ گورنمنٹ ہاسپتال، کراچی)

- (1) آنکھ کا بھینکا پن (Strabismus)۔
- (2) آنکھ کے عدسے کا ڈھنڈلا پن یعنی موتیا (Cataract)۔
- (3) پھوٹے کا جھکاؤ (ptosis)۔
- (4) وقت سے پہلے پیدا نش (Premature birth)۔
- (5) جھینگے پن یا نظر کی کمزوری کا موروثی ہونا۔
- (6) آنکھوں کا ترچھا پن (Astigmatism)۔
- (7) کوئی بھی ایسی بیماری جس میں آنکھوں پر اثر پڑے۔
- (8) نظر کی اضطرابی خرابی (Refractive error)۔

نوسال سے کم عمر کے بچے ہائی رسک ہوتے ہیں، بچہ جتنا چھوٹا ہوگا، خطرہ اتنا ہی زیادہ ہوگا کیونکہ اس عمر میں بچوں کی بینائی بن رہی ہوتی ہے لہذا بچپن میں جتنی جلدی ایسبلی اوپیا کی تشخیص (Diagnose) ہو جائے بھتری کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں۔ مشکل اس وقت ہوتی ہے جب بچے کی آنکھوں میں بظاہر کوئی مسئلہ دکھائی نہ دے اور وہ بالکل درست ہوں (well-aligned eyes) کیونکہ عام طور پر ایسے بچوں کی نظر کی کمزوری یا خرابی کی طرف ذہن ہی نہیں جاتا لہذا ڈاکٹر کی طرف رجوع بھی نہیں کیا جاتا۔

بچوں میں بینائی کی کمزوری کو ایسبلی اوپیا (Amblyopia) کہتے ہیں۔ جب دماغ پوری طرح بینائی کو آنکھ کی طرف منتقل نہیں کرتا تو ایسبلی اوپیا ہو جاتا ہے۔ یہ عام طور پر ایک آنکھ میں ہوتا ہے لیکن دونوں آنکھوں میں بھی ہو سکتا ہے۔ ایسبلی اوپیا کو مست آنکھ یعنی Lazy eye بھی کہتے ہیں۔

دماغ اور آنکھیں قوت بینائی کو پیدا کرنے کے لئے اکٹھے کام کرتے ہیں۔ لہذا کسی ایک آنکھ کی نظر کمزور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دماغ اور وہ آنکھ اچھی طرح اکٹھے کام نہیں کر رہے، ایسی صورت میں دماغ کی توجہ دوسری آنکھ کی طرف زیادہ رہتی ہے اور اس اچھی آنکھ (Good eye) سے زیادہ ہٹھا نظر آتا ہے کیونکہ دماغ کا ارتکاز (Focus) اسی کی طرف ہوتا ہے۔ اس طرح مست آنکھ مزید مست ہوتی رہتی ہے اور اس سے ڈھنڈلا دکھائی دینے لگتا ہے۔

بینائی کی کمزوری کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں، ان میں سے 8 درج ذیل ہیں:

اس طریقہ علاج میں مضبوط آنکھ کی Vision (یعنی بصارت) کو بلاک کر دیا جاتا ہے تاکہ شست آنکھ زیادہ کام کرے اور اس کی Vision بھی مضبوط ہو۔

آئی پیچ (Eye patch) ایک طرح کا پردہ ہوتا ہے جو کہ بچے کی اچھی نظر والی آنکھ (Good eye) پر لگا کر اسے ڈھک دیا جاتا ہے اس کا دورانیہ عمر کے حساب سے ہے، اگر بچہ 4 سال کا ہے تو 4 گھنٹے، 5 سال کا ہے تو دن میں پانچ گھنٹے اور اسی طرح بچہ جتنا بڑا ہو جائے، پیچنگ کا دورانیہ بھی اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے، پیچنگ کے دوران بچوں سے آنکھوں کے استعمال والے کام کروائے جائیں جیسا کہ لکھنا، پڑھنا وغیرہ۔

اس طریقہ علاج کے دوران بچے کو وقتاً فوقتاً ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کے لئے لے جانا ضروری ہے تاکہ وہ بتا سکے کہ کتنے عرصے تک بچے کو پیچ کی ضرورت ہے کیونکہ نظر میں بہتری آنے کی صورت میں پیچنگ کا دورانیہ کم کر کے آہستہ آہستہ بند کیا جاتا ہے۔

آئی پیچنگ کے دوران بچے کو آنکھ کا چشمہ لگا ہوا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ آنکھ اور دماغ کا مرکز توجہ ایک ہی امیج (Image) ہو۔

آنکھوں کا معاملہ نہایت حساس ہوتا ہے اور بچوں میں امیجلی اوپیا کی نوعیت بھی ایک دوسرے سے کافی مختلف ہوتی ہے لہذا اس معاملے میں ماہر ڈاکٹری سے رجوع کرنا چاہئے تاکہ وہ بچے کی عمر اور امیجلی اوپیا کے اسباب پر غور کر کے بہترین علاج تجویز کرے۔

البتہ اس کے دو طریقہ علاج درج ذیل ہیں:

نظر کو اچھا کرنے کے لئے چشمے کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ چشمے سے دونوں آنکھوں کا فوکس صحیح ہو جاتا ہے اور ایک ساتھ کام کرنے میں مدد ملتی ہے، لہذا جس بچے کے لئے ڈاکٹر نظر کا چشمہ تجویز کرے اس بچے کو جاتی حالت میں ہر وقت چشمہ پہنا ضروری ہے۔

یہ ایسا طریقہ علاج ہے جس میں بہتری (Improvement) کے امکانات زیادہ ہیں خاص طور پر اگر بچے کا چھوٹی عمر میں ہی علاج شروع ہو جائے۔





عالمی آفس کی ذمہ دار اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ

پچھلے دنوں کراچی میں عالمی آفس کی ذمہ دار اسلامی بہنوں کا مدنی مشورہ ہوا جس میں نگران عالمی مجلس مشاورت ذمہ دار اسلامی بہنوں نے احساس ذمہ داری کے ساتھ معیار کے مطابق آفس ورک کرنے کے حوالے سے تربیت کرتے ہوئے تنظیمی اور اخلاقی تربیت سے متعلق مدنی پھول دیئے۔ اس موقع پر اسلامی بہنوں کو درپیش مسائل کو احسن انداز میں حل کرنے کے طریقے بھی پیش کئے۔ اسلامی بہنوں کو آفس ورک کے ساتھ ساتھ دعوت اسلامی کے دینی کاموں میں بھی وقت دینے کا ذہن دیا گیا جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتیں پیش کیں۔

ذمہ دار اسماعیل خان میں شخصیات اجتماع

پاکستان مجلس مشاورت نگران اسلامی بہنوں نے سنتوں بھرا بیان فرمایا دعوت اسلامی کی جانب سے 6 مئی 2022ء بروز جمعہ ذمہ دار اسماعیل خان شہر کے علاقے ڈیرہ سٹی میں شخصیات اجتماع منعقد کیا گیا جس میں خواتین شخصیات نے شرکت کی۔ پاکستان مجلس مشاورت نگران اسلامی بہنوں نے آخرت کی تیاری کا ذہن دیتے ہوئے اسلامی بہنوں کو دینی ماحول سے وابستہ رہنے کی ترغیب دلائی نیز دعوت اسلامی کا تعارف بیان کر کے سنتوں بھرے اجتماع و دیگر دینی کاموں میں حصہ لینے کا ذہن دیا جس پر اجتماع میں شریک خواتین نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

پشاور کے فیضان اسلام اسکول سسٹم میں مدنی حلقہ

پر سہل، نیچر ز اور مدنی عملے کی اسلامی بہنوں نے شرکت کی

9 مئی 2022ء بروز پیر پشاور میں قائم فیضان اسلام اسکول سسٹم میں مدنی حلقہ لگایا گیا جس میں پر سہل، نیچر ز اور مدنی عملے کی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ پاکستان مجلس مشاورت نگران اسلامی بہنوں نے اسکول کا وزٹ کیا اور اسلامی بہنوں کو مختلف دینی کاموں میں عملی طور پر حصہ لینے کی ترغیب دلائی۔

اسلامی بہنوں کی مزید خبریں جاننے کے لئے وزٹ کیجئے
آفیشل نیوز ویب سائٹ ”دعوت اسلامی کے شب وروز“

Link: news.dawateislami.net

شرجانی ناؤں میں محفل نعت کا انعقاد

محفل میں نگران عالمی مجلس مشاورت ذمہ دار اسلامی بہنوں کا بیان

دعوت اسلامی کے تحت 15 مئی بروز اتوار شرجانی ناؤں میں محفل نعت کا انعقاد ہوا جس میں مقامی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ نگران عالمی مجلس مشاورت ذمہ دار اسلامی بہنوں نے ”آخرت کی تیاری“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور محفل نعت میں موجود اسلامی بہنوں کو زندگی اللہ پاک کی بندگی میں گزارنے کا ذہن دیا۔ نگران عالمی مجلس مشاورت ذمہ دار اسلامی بہنوں نے اسلامی بہنوں کو ہر جگہ کو اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار اجتماع میں شرکت کا ذہن دیا جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے اپریل 2022 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام	اورسہ زکا کر دی	پاکستان زکا کر دی	نوع
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں	1684	5194	6878
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں	31196	76879	108075
مدرسۃ المدینہ (اسلامی بہنیں) مدارس المدینہ کی تعداد	3170	5256	8426
پڑھنے والیاں	23487	56154	79641
تعداد اجتماعات	3774	10194	13968
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	108015	290508	398523
شراکے اجتماع	29554	100173	129727
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں	12290	21144	33434
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)	145172	667583	812755
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں	34785	63286	98071
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل			

تحریری مقابلہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے عنوانات (برائے ستمبر 2022)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 جون 2022ء

1 قرآن کریم میں ایمان والوں کے لئے 10 بشارتیں

2 صلح کروانے کے فضائل

3 بھل کی مذمت پر 5 فرامین مصطفیٰ

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

ذوالقعدة الحرام کے چند اہم واقعات

2 ذوالقعدة الحرام 1367ھ یوم وصال
خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدة الحرام 1438 تا 1440ھ
اور مکتبہ المدینہ کا رسالہ ”تذکرہ صدر الشریعہ“ پڑھئے۔

2 ذوالقعدة الحرام 245ھ یوم وصال
حضرت ابو الفیض ثوبان المعروف ذوالنون مصری رحمہ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدة الحرام 1438ھ پڑھئے۔

21 ذوالقعدة الحرام 1433ھ یوم وصال
محبوب عطار، رکن شری حاقی زم زم رضا عطاری رحمہ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
مکتبہ المدینہ کی کتاب ”محبوب عطار کی 122 حکایات“ پڑھئے۔

8 ذوالقعدة الحرام 1118ھ یوم وصال
سلطان محی الدین ابو المظفر محمد اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدة الحرام 1438ھ پڑھئے۔

28 ذوالقعدة الحرام 360ھ یوم وصال
حافظ الحدیث، حضرت ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمہ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدة الحرام 1438 اور 1439ھ پڑھئے۔

26 ذوالقعدة الحرام 1370ھ یوم وصال
امیر ملت، حضرت میر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدة الحرام 1438 اور 1439ھ پڑھئے۔

ذوالقعدة الحرام 5ھ غزوہ خندق
اس غزوہ میں 7 صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدة الحرام 1438، 1439ھ اور
مکتبہ المدینہ کی کتاب ”سیرت مصطفیٰ، صفحہ 322 تا 342“ پڑھئے۔

30 ذوالقعدة الحرام 1297ھ یوم وصال
والدِ اعلیٰ حضرت، حضرت مفتی تقی علی خان قادری رحمہ اللہ علیہ
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدة الحرام 1439ھ پڑھئے۔

ذوالقعدة الحرام 54ھ وصال مبارک
اُمّ المؤمنین حضرت نبی فی اُمّ سلمہ ہند بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ رجب المرجب، ذوالقعدة الحرام 1438ھ
اور المدینۃ العلمیہ کی کتاب ”فیضان اُمہات المؤمنین“ پڑھئے۔

ذوالقعدة الحرام 6 ہجری
واقعہ صلح حدیبیہ و بیعت رضوان
مزید معلومات کے لئے
ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذوالقعدة الحرام 1438، 1439ھ اور
مکتبہ المدینہ کی کتاب ”سیرت مصطفیٰ، صفحہ 346 تا 361“ پڑھئے۔

بڑھاپے کا وقار

از: شیخ طریقت، امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ بن ہجری کے حساب سے میں اپنی زندگی کے 74 سال گزار چکا ہوں، بزرگوں (یعنی بوڑھے صاحبان) کی خدمت میں کچھ مدنی پھول پیش کرتا ہوں: بسا اوقات ”بزرگوں“ کو اولاد اور گھر کے دیگر افراد سے شکایات ہوتی ہیں کہ ہماری عزت نہیں کرتے، ہمارے ساتھ احترام سے پیش نہیں آتے اور ہماری باتوں پر توجہ نہیں دیتے وغیرہ وغیرہ۔ میری گزارش ہے کہ اگر آپ خود کو تھوڑا سنبھالیں، اپنے اوپر کنٹرول رکھیں اور کچھ احتیاطیں بھی کریں تو ان شاء اللہ الکرم آپ ان کے ہاں معزز بن جائیں گے اور آپ کی باتیں بھی سنی اور مانی جائیں گی۔

پہلی بات تو یہ کہ آپ ”لوز ٹانگ نہ کیا کریں“ کیونکہ بعض اوقات ”بزرگوں“ میں یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بے موقع بولتے، بچوں کو لٹکتے اور ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے ہیں، ہر کسی کی باتوں اور گھر کے ہر معاملے میں انٹرفیر کرتے ہیں، نہ کہنے کی باتیں اٹھل دیتے، دوسروں کے سامنے اپنے گھر کے راز کھول دیتے یا اپنے ایسے راز خود ہی بیان کر دیتے ہیں کہ جن کا چھپانا ضروری ہوتا ہے۔ اگر ”بزرگ شخص“ اس طرح کے کام کرتا رہے گا تو معزز نہیں بن سکے گا بلکہ ہو سکتا ہے کہ ایسی صورت حال میں گھر کے لوگ تنگ آکر دعا کرتے ہوں کہ ”یا اللہ! ان کی مٹی ٹھنڈی کر! ہر معاملے میں یہ ہمیں بہت تنگ کرتے ہیں، ان کا دماغ کام نہیں کرتا، یہ بس کسی کے محتاج نہ ہوں، انہیں ایمان و عافیت کے ساتھ دنیا سے اٹھالے یعنی موت دے دے!“ ایسی دعا کرنے والے بھی معاشرے میں آپ کو ملیں گے۔

بسا اوقات ”بزرگ لوگ“ کہتے ہیں کہ ہم تو صحیح بات کرتے ہیں، کیا صحیح بات بھی نہ کریں؟ تو ٹھیک ہے آپ ”اپنی صحیح بات“ کرتے رہیں، مگر پھر تیار رہیں کہ ہو سکتا ہے گھر کے سارے لوگ مل جل کر آپ کو گھر کے کسی کونے میں ڈال دیں یا ہو سکتا ہے کہ اولاد پاؤں ہی پچھا دیں۔ میرے بھولے بھالے بزرگو! یہ ضروری نہیں کہ جس بات کو آپ صحیح سمجھتے ہوں وہ حقیقت میں صحیح بھی ہو، نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ جس صحیح بات کو آپ جس موقع پر کر رہے ہوں وہ موقع اس بات کے کرنے کا بھی ہو، ہو سکتا ہے کہ آپ کی بات تو صحیح ہو مگر وہ وقت اور موقع اس بات کے کرنے کا نہ ہو، لہذا پہلے یہ غور کیجئے کہ آپ کی بات مانی جائے گی یا نہیں، وہ موقع بات کرنے کا ہے یا نہیں، اگر آپ کو یہ لگے کہ آپ کی بات نہیں مانیں گے تو پھر مہربانی فرما کر آپ چپ رہیں اور اپنا وقار برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ اپنی عزت کو بھی بحال رکھیں۔

دوسری عرض یہ ہے کہ ”بٹنے اور مسکراتے رہتے“ جو ”بزرگ“ بٹتے اور مسکراتے رہیں گے، جب تک شریعت واجب نہ کرے تب تک اولاد اور گھر والوں وغیرہ کے معاملات میں انٹرفیر نہیں کریں گے تو بہت امید ہے کہ اس کی عزت بنی رہے۔ میں نے کئی عمر رسیدہ بزرگ متقی علمائے کرام کی زیارت کی ہے کہ شریعت پر چلنے، لوز ٹانگ نہ کرنے، شور شرابے سے بچتے، نیز عمدہ اخلاق پانے اور مسکراتے رہنے کے سبب لوگوں کے دلوں میں ان کا احترام ہوتا اور معاشرے میں ان کی بڑی عزت ہوتی ہے۔ لہذا آپ اگرچہ عالم نہیں ہیں مگر بڑھاپے میں بھی معزز و محترم بنے رہنا چاہتے ہیں تو اپنی بہو بیٹیوں، بیٹوں، پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں سب کے ساتھ باوقار رہئے، چوڑے پن اور غصے سے بچتے رہئے، بٹتے اور مسکراتے رہئے، اللہ پاک نے چاہا تو آپ کی عزت بنی رہے گی، ورنہ خدا خود خواستہ روتے رہیں گے کہ میری اولاد میرا احترام نہیں کرتی، میرا ادب نہیں کرتی، گھر کے لوگ مجھے عزت نہیں دیتے وغیرہ۔ اللہ کرے آپ کو اپنی عزت کا مطالبہ کرنا ہی نہ پڑے اور آپ کی اولاد اور گھر کے دیگر افراد آپ کا احترام کرتے رہیں۔ اگر میرے مدنی چچو لوں کے مطابق عمل کریں گے تو ان شاء اللہ الکرم یہ بڑھاپا سکون کے ساتھ گزرے گا۔ اللہ پاک میرے کہے کی لاچ رکھے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(نوٹ: یہ مضمون 21 ذوالقعدۃ الحرام 1442 ہجری مطابق 21 جون 2021ء کو عشا کی نماز کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کی مدد سے تیار کر کے امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ سے نوک پلک سنوار کر پیش کیا گیا ہے۔)

فیضانِ مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931